REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPER FOR INDIA AT NO. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳ — شمارہ ۱۷

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر :- منیر احمد خادم
نائبین :- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک :-
بذریعہ ہوائی ڈاک :- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک :- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان — ۱۴۳۵۱۶

۱۶ ذیقعدہ ۱۴۱۴ ہجری — ۲۸ شہادت ۱۳۷۳ ہش — ۲۸ اپریل ۱۹۹۴ء

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۴ اپریل (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں اور دن رات مہمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی کے لئے دُعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور پُرنور کا حامی و ناصر ہو۔

آمین۔

ارشادِ باری تعالےٰ

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَ اَخَوَیْکُمْ وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (الحجرات: ۱۱)

ترجمہ :- مومنوں کا رشتہ آپس میں صرف بھائی بھائی کا ہے پس تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان جو آپس میں لڑتے ہوں صلح کرا دیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰی عِیَالِہٖ۔ (بیہقی)

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے پس تمام مخلوق میں سے اللہ کے نزدیک محبوب وہ ہے جو اس کے کنبہ کی طرف احسان کرے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۲ اپریل ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

کبھی احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوں احساسِ کمتری اللہ کی جماعتوں کو زیب نہیں دیتی

آپس میں سچی محبت پیدا کریں۔ ہم سب بھائی بھائی ہیں

اصل عزت تقویٰ میں ہے اور تقویٰ کی عزت بندوں کے حوالے سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے آتی ہے

از سیدنا حضرت اقدس مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لنڈن (ایم ٹی اے) تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الحجرات آیت ۱۱ کی تلاوت فرمائی۔ اس کے بعد حضور انور نے جماعتِ احمدیہ عالمگیر میں بعض جگہوں پر منعقد ہونے والے اجلاسات، اجتماعات اور مجالسِ شوریٰ کا ذکر کیا۔ مجالسِ شوریٰ کے متعلق حضور انور نے فرمایا کہ اس ضمن میں مَیں گزشتہ خطبہ میں نصائح کر چکا ہوں۔ انہی کی روشنی میں مجالسِ شوریٰ کا انعقاد کیا جائے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مُشیر کے لئے نیک دل اور محبت کرنے والا ہونا ضروری ہے۔ اگر محبت سے عاری دل ہو تو حقیقت میں مشورہ دیا ہی نہیں جا سکتا۔ قرآنِ کریم نے بھی محبت کو اور مشوروں کو آپس میں اکٹھا باندھا ہے۔ اس پہلو سے مَیں آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے رشتے بڑھائیں خصوصاً امریکہ میں اس بات کی ضرورت ہے کیونکہ وہاں جو افریقن باشندے آباد ہوئے ہیں وہ مسلسل سفید فام لوگوں کے ظلم کے نیچے ہیں ان میں بدقسمتی سے احساسِ کمتری جگہ پا گئی ہے۔ جماعتِ احمدیہ امریکہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے افریقن نسل کے امریکن احمدی بھائیوں کو یقین دلائیں کہ آپ ہمارے بھائی ہیں۔ ہمارے دلوں میں آپ سے محبت ہے۔ یہ باتیں سمجھانے کی بہت ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل سے امریکہ کے افریقن نسل کے احمدی بھائی بے شک غریب ہیں لیکن قربانیوں کے میدان میں آگے آ گئے ہیں۔ حضور نے اہلِ امریکہ کو مخاطب کر کے فرمایا آپ کے کاموں میں ہرگز برکت نہیں پڑ سکتی جب تک آپ احساسِ کمتری کا شکار رہیں اور اس کے نتیجہ میں اگر کھلم کھلا نہیں تو اندرونی تفریق باقی رہی۔ پس مَیں تمام جماعت احمدیہ عالمگیر کو مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ خدا کے لئے کبھی احساسِ کمتری کا شکار نہ ہوں۔ احساسِ کمتری اللہ کی جماعتوں کو زیب نہیں دیتا۔ پس آپس میں سچی محبت پیدا کریں۔ ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ اصل عزت تقویٰ میں ہے۔ اور تقویٰ کی عزت بندوں کے حوالے سے نہیں ہوتی۔ تقویٰ کی عزت از خود قائم ہوتی ہے۔ اور اللہ کی طرف سے آتی ہے۔

حضور انور نے اپنے بصیرت افروز خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ مشرق و مغرب کی تمام بد اداؤں کو ہم نے دور کرنا ہے۔ اور اس کے لئے قرآن مجید نے ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ہتھیار تھمائے ہیں۔ اور خود درست ہونے کی تعلیم دی ہے۔ یہ دو باتیں اگر جماعت اپنائے یعنی آپس کی محبت کے ساتھ اپنے اخلاق کو درست کرے۔ اور جن قوموں سے تعلق ہے ان قوموں کے حوالے سے ان کی بیماریاں دُور کرنے کے لئے ہر شعبے میں جہاں وہ بیمار ہیں اپنے آپ کو صحت مند بنائیں۔ اگر احساسِ کمتری کا مقابلہ ہے تو آپ نہ جھک جائیں ان کے سامنے۔ اگر کوئی بڑا بنتا ہے تو اس کے سامنے سر اُٹھانے سے بات نہیں بنے گی۔ وہاں بھی جھکنا ہی ہوگا۔ لیکن ذلت کے ساتھ جھکنا نہیں بلکہ وقار کے ساتھ۔ یہی وہ ذریعۂ اصلاح ہے جو جماعتِ احمدیہ

(باقی ص۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۸؍شہادت ۱۳۷۳ ہش

آپ بیتی بنام جگ بیتی

قریبًا چھ سال کے بعد یو۔پی کے بعض اضلاع کے سفر کا اتفاق ہُوا۔ یہ دیکھ کر افسوس ہُوا کہ دیہاتوں میں ہماری ترقی کی رفتار شہروں کی نسبت نہایت سُست ہے وہی ٹوٹی ہوئی سڑکیں، بے رونق دیہات جہاں آزادی کے وقت سکول نہیں تھے ان میں سے اکثر جگہوں پر آج بھی سکولوں کا انتظام نہیں۔ اکثر دیہاتی اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے گھر سے دُور نہیں بھیجتے۔ ایک تو اِس لئے کہ انہیں اپنے بچوں سے گھروں پر اور کھیتوں پر کام لینے ہوتے ہیں۔ جانوروں کو چَرانے کی ڈیوٹی بھی عمومًا بچوں کی ہی ہوتی ہے۔ اگر لڑکوں کو ایک حد تک تعلیم کے لئے بھجوایا بھی جاتا ہے تو لڑکیوں کے لئے تو تعلیم کے دروازے بالکل بند ہیں۔ مَیں نے یہ محسوس کیا کہ ہم لوگ شہروں میں رہ کر دِل ہی دل میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا ہندوستان بہت ترقی کر رہا ہے۔ لیکن وہ دیہات جن کو پکّی سڑکیں نہیں چھُوتیں، جہاں ریلوے لائن نہیں، جہاں بجلی کی تاریں نہیں پہنچیں، جن کے بچے زیورِ تعلیم سے محروم ہیں۔ جی ہاں! ایسے بیسیوں دیہات ہیں جہاں نہ تو روز اخبار پہنچتا ہے اور نہ ہی خبریں سننے میں لوگوں کو دِلچسپی ہے۔ ان میں رہ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ باقی ملک سے بالکل الگ تھلگ اور کٹے ہوئے ہیں۔ گویا ہندوستان کے حصّے ہی نہیں۔

ضلع ایٹا اور ضلع آگرہ کے بعض دیہاتوں میں دیہاتیوں سے جب مَیں نے پوچھا کہ آزادی کے بعد کتنے ہی سال گزر گئے، کتنی حکومتیں آئیں اور چلی گئیں۔ کیوں نہیں آپ نے اپنے منتخبہ اُمیدواروں سے زندگی کی ان ضروری سہولتوں کے لئے کہا تو انہوں نے نہایت معصومیت و لاچاری سے جواب دیا کہ ہر مرتبہ ہی الیکشن سے پہلے تو بہت بڑے بڑے وعدے کئے جاتے ہیں، سبز باغ دکھائے جاتے ہیں۔ لیکن الیکشن کے بعد ان دُور دراز دیہاتوں میں ان نمائندوں کی شکلیں بھی نظر نہیں آتیں۔ اور اگر ہم ان تک پہنچیں تو وعدوں اور بہانوں سے بات کو ٹال دیا جاتا ہے — اِدھر وہ معصوم چہرے اپنی داستانِ درد سُناتے تھے اور اُدھر مَیں سوچتا تھا کہ کس قدر معصوم ہیں غریب ہندوستانی کہ گزشتہ چار دہائیوں سے صرف ایماندار اُمیدواروں کے لئے تجربے ہی کرتے چلے جا رہے ہیں۔ کبھی کسی کو ووٹ دیتے ہیں اور کبھی کسی کے حق میں فیصلہ کرتے ہیں۔ لیکن بات پھر وہیں کی وہیں۔

جہاں تک روزگار کا مسئلہ ہے وہ بھی بالخصوص دیہاتوں میں بہت خطرناک صُورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ نوجوان بے کار ہیں۔ اور منفی قسم کی فکروں میں اپنی زندگی کے دِن گزار رہے ہیں۔ دِن دہاڑے ڈکیتیوں کی وارداتیں اور اغوا برائے تاوان کا سلسلہ ایک روزمرہ کی چیز بنتی جا رہی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شہروں کی طرزِ زندگی اور اعلیٰ معیار کی خاطر حکومت نے بہت کچھ کیا ہے۔ سائنسی تجربات۔ ٹی، وی کی نشریات۔ سکول۔ کالج۔ یونیورسٹیاں۔ ہسپتال اور دیگر آرام و آسائش کے ذرائع۔ لیکن دیہاتوں میں بسنے والی اِس اکثریت کے لئے جن کے کاندھوں پر ہمارے ملک کی معیشت کا دارومدار ہے۔ ہم کماحقہٗ اپنے فرائض کی ادائیگی نہیں کر سکے۔

اِس مرتبہ خاص طور پر یہ چیز بھی دیکھنے میں آئی کہ ہندوؤں کے چھوٹے طبقہ میں جنہیں دلت یا ہریجن بھی کہا جاتا ہے، اُونچی ذات کے ہندوؤں کے خلاف ایک جوش پایا جاتا ہے اور اس کے لئے وہ بعض جگہوں پر زبانی و عملی شدّت کے مظاہرے بھی کر رہے ہیں۔ اس کی شدّت سے یوں لگتا ہے کہ دلت ہندوؤں کی یہ تحریک پُورے ملک میں پھیل جائے گی۔

ایک بات جو سفر کے دَوران بسوں اور ٹرینوں میں محسوس کی کہ تمام ہندوستانی خواہ وہ ہندو ہوں یا مُسلمان، سیکولر جذبات رکھتے ہیں۔ ایک دوسرے سے رواداری کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہُوا ہے۔ مجھے ایک بھی ہندو ایسا نہیں مِلا جس نے مُسلمان ہونے کی وجہ سے مجھ سے نفرت کی ہو بلکہ نفرت کے اس کھیل کو وہ پنڈتوں اور مُلّاؤں کی مفاد پرستی قرار دے کر بُری نظر سے دیکھتے ہیں۔

تاریخی مقامات

تاریخی مقامات میں بالخصوص دہلی میں قطب مینار۔ جامع مسجد اور بعض دیگر جگہیں۔ آگرہ میں تاج محل اور فتح پور سیکری میں حضرت سلیم چشتیؒ کے مزار کے اردگرد قلعہ اور بلند دروازہ کی حالت نہایت قابلِ رحم ہے۔ دن بدن ان کی دیواریں ٹوٹ رہی ہیں۔ ان میں شگاف پڑ رہے ہیں۔ تاج محل جو پہلے دُودھ کی طرح سفید نظر آتا تھا آج وہ اردگرد کے کارخانوں کے دھوئیں کی وجہ سے اتنا سفید نہیں رہا۔ سُنا ہے گورنمنٹ اس سمت قدم اُٹھا رہی ہے۔ بعض مقامات پر کاریگر بھی دیکھنے میں آئے جو ٹوٹی ہوئی جگہوں پر پیوند کاری کر رہے تھے۔ لیکن اُن کے پیوند لگانے کی رفتار ان مقامات کی ٹوٹ پھُوٹ کی نسبت یقینًا سُست ہے۔

دُوسری بات جو اس موقع پر خاص طور پر محسوس کی گئی کہ زائرین کے لئے ان جگہوں پر سہولت کا خاطر خواہ انتظام نہیں۔ مثال کے طور پر تاج محل میں مزاروں کے قریب جانے والوں کے جوتے جہاں اُتروا لئے جاتے ہیں وہاں سے بالخصوص گرمیوں میں قبور تک ہندوستانی زائرین کو جلتے ہُوئے پاؤں لے کر جانا پڑتا ہے جُوتے اُتارنے کے بعد پاؤں کو دُھوپ کی گرمی و حدّت سے بچانے کے لئے دوڑتے ہُوئے زائرین دوسروں کے لئے ایک عجیب ہنسی کا نشانہ بن رہے ہوتے ہیں۔ اور پھر اُن میں بُوڑھے یا پاؤں سے معذور اور بیساکھیوں کا سہارا لئے افراد بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر کم از کم گرمیوں کے دِنوں تک ایک ٹاٹ اور ٹھنڈے پانی کا انتظام کیا جاتا تو کتنا اچھا ہوتا۔ خدا جانے انتظامیہ ان سب باتوں سے غافل کیوں ہے۔!؟

دوسری طرف دہلی کی جامع مسجد بھی عجیب لاچاری کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ زائرین اور نمازیوں کے لئے انتہائی گندے TOILETS ہیں۔ ان میں پانی کا انتظام نہیں۔ ان پر مقرر نگران قیمت لے کر اتنا پانی دیتے تھے جس سے صفائی ممکن نہیں۔ غسلخانوں اور پاخانوں میں سخت بدبُو اور گندگی کا نظارہ تھا۔ جامع مسجد کی سیڑھیوں پر اور اردگرد، مانگتے ہوئے مُسلمان فقیروں کی بھرمار تھی۔ اور اُن میں سے بعض ایسے بھی تھے جو اس کی سیڑھیوں پر مختلف قسم کے نشوں میں مصروف تھے۔ خلاصہ یہ کہ جامع مسجد گندگی، بھیک مانگنے اور نشوں میں ملوّث ہونے کا ایک عجیب حیرت انگیز نظارہ پیش کرتی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ باہر سے آنے والے زائرین بالخصوص غیر ملکی زائرین اس سے بہت بُرا اثر لیتے ہیں۔ خدا جانے کہاں ہیں مسجد کے نگران اور مولویان جو دن رات ایک دوسرے پر فتاویٰ کفر کے تیر چلاتے اور گندی سیاست میں ملوّث رہتے ہیں۔

ہر جگہ حضُور کے دیدار

قادیان سے جب رختِ سفر باندھا تو رہ رہ کر یہ خیال اُٹھ رہا تھا کہ قادیان میں حضور کے خطبات اور "ملاقات" پروگرام کے سُننے میں جو باقاعدگی ہے وہ سفر کی وجہ سے ختم ہو جائے گی۔ لیکن الحمد للّٰہ کہ سفر کے دَوران جس جماعت میں بھی جانے کا اتفاق ہُوا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات سننے اور دیکھنے کا موقع ملتا رہا۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ جمعہ اور دلچسپ پروگرام "مُلاقات" سے محرومی کا احساس نہیں رہا۔ ہر جگہ احمدیوں کے چہروں پر ایک عجیب قسم کی رونق اور تازگی ہے۔ بھلے ہی گاؤں میں بجلی نہ ہو، وہ جنریٹر کے ذریعہ مُسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی نشریات نہایت ذوق و شوق سے سُنتے اور دیکھتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کی اس نعمت پر دِل ہی دِل میں شکر ادا کرتے ہیں۔

دُوسری طرف یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ وہ دیہات جن میں احمدی بستے ہیں اُن میں انہیں عام طور پر دوسروں کی نسبت علمی و دینی اعتبار سے فوقیت حاصل ہے۔ غیروں سے ان کے تعلقات اور بنی نوعِ انسان سے اُن کی محبّت قابلِ رشک ہے۔ اور باقی مُسلمانوں کے لئے قابلِ تقلید۔!!

(مُنیر احمد خادم)

درخواست دُعا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ و امیر جماعتِ احمدیہ قادیان آج ۲۴؍اپریل کو حیدر آباد کے سفر پر روانہ ہو گئے ہیں جہاں اپنی بیگم محترمہ سیّدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی آنکھیں چیک کروائیں گے۔ سفر و حضر میں بخیر و عافیت رہنے نیز موصوفہ کی بینائی کامل طور پر بحال ہونے اور صحتِ کاملہ عاجلہ کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔ (ادارہ)

خطبہ جمعہ

شفاعت جمعہ کے دن ہی بانٹی جائیگی وہ لوگ جو شفاعت کی تمنا رکھتے ہیں جمعہ سے خاص تعلق قائم کریں

حقیقی نجات خدا کی اطاعت میں ہے اور خدا کی اطاعت عبادت کے بغیر نصیب نہیں ہوسکتی

یاد رکھو یہ غیر معمولی دن ہیں جن میں ہم داخل ہوئے ہیں بیاسی (۱۸۸۲ء) میں پہلا ماموریت کا الہام ہوا تھا اور بیاسی (۱۹۸۲ء) میں ہی اللہ نے مجھے منصب خلافت پر فائز فرمایا

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۸ر رمضان المبارک ۱۴۱۴ ہجری قمری (۱۱ر امان / مارچ ۱۹۹۴ء ۱۳۷۳ ہش) بمقام لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ جمعہ کی درج ذیل آیات تلاوت فرمائیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یُسَبِّحُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ ۝ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ (سورۃ جمعہ آیات ۱ تا ۵)

رمضان مبارک میں ایک لمبے انتظار کے بعد بالآخر وہ جمعہ جسے جمعۃ الوداع کہا جاتا ہے آہی جاتا ہے۔ لمبا انتظار اس لحاظ سے کہ وہ لوگ جنہیں نماز کی عادت نہ ہو، جنہیں جمعہ پہ جانے کی عادت نہ ہو، جنہیں روزے رکھنے کی عادت نہ ہو ان کے لئے تو سال بھر میں یہ ایک ہی جمعہ ہے جو ان کے لئے سب قسم کی خوشیوں اور برکتوں کا پیغام لے کر آتا ہے۔ پس سارا سال اس جمعے کا انتظار کرتے ہیں اور پھر رمضان مبارک میں اس جمعے کا انتظار کرتے ہیں اور اس کا نام جمعۃ الوداع رکھا ہوا ہے۔ یعنی رخصت ہونے والا جمعہ یا رخصت کرنے والا جمعہ۔ اس طرح بالآخر وہ جمعہ آیا کہ رمضان رخصت ہوا اور رمضان کے نتیجہ میں جو پابندیاں عائد ہوئی ہیں ان پابندیوں سے گویا چھٹکارا نصیب ہوا۔ ایک یہ وہ تصور ہے جو عامی تصور ہے اور ایک وہ تصور ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش فرمایا کہ رمضان مبارک میں ہتھکڑیاں تو لگتی ہیں مگر شیطان کو۔ پابندیاں تو عائد ہوتی ہیں مگر شیطان پر۔ اور مومن کے لئے تو یہ جنتوں کی خوشخبریاں لے کر آتا ہے۔ یہ دو متقابل، متصادم تصورات ہیں جو جب سے اسلام آیا ہے اسی طرح اگر آغاز سے نہیں تو کچھ عرصے کے بعد مسلسل رائج چلے آرہے ہیں۔

جمعۃ الوداع کے متعلق جو یہ تقدس کا تصور ہے یہ میں نہیں جانتا کب سے شروع ہوا۔ لیکن جمعۃ الوداع کے تقدس کا جو تصور ہندوستان اور پاکستان اور دنیا کے دوسرے علاقوں کے مسلمانوں میں پایا جاتا ہے اس کی تاریخ بہت گہری دکھائی دیتی ہے۔ ایک لمبے عرصے سے روایتاً اس تقدس کے قصے چل رہے ہیں۔ اس خیال سے میں نے سوچا کہ اس دفعہ جب رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع پر آپ سے بات کروں تو احادیث میں سے اس جمعے کی برکتوں کا ذکر نکال کر بطور خاص تحفۃً آپ کے سامنے پیش کروں۔ لیکن بہت علماء نے بہت کتابیں حدیثوں کی دیکھیں، اشارۃً بھی کہیں جمعۃ الوداع کا ذکر نہیں ملتا۔ جمعہ کی برکتوں سے متعلق مضامین احادیث میں بکثرت ملتے ہیں۔ لیکن ہر جمعے کی برکت سے متعلق وہ مضامین ملتے ہیں۔ مگر یہ تصور کہ گویا مسلمان ایک آخری جمعے کا انتظار کر رہے ہوں اور اس جمعے میں برکتیں ڈھونڈنے کے لئے بے چین اور بے قرار ہوں یہ تصور احادیث نبوی میں، سنت میں، کہیں اشارۃً بھی مذکور نہیں۔

ہاں آخری عشرہ کی برکتوں کا ذکر بہت کثرت سے ملتا ہے اور جمعہ کی برکتوں کا سارے سال میں، جہاں بھی جب بھی جمعہ آئے، اس کی برکتوں کا ذکر ملتا ہے۔ پس یہ بات میں آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمان بھائی خواہ وہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے، جن کو بدنصیبی سے نماز پڑھنے کی عادت نہیں، جو سال میں ایک ہی مقدس دن کی تلاش میں تھے اور آج اس دن کی خاطر غیر معمولی طور پر مساجد میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ ان تک یہ میری آواز پہنچے گی اور آج پہنچے گی۔ پھر شاید نہ پہنچے کیونکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ دوبارہ ان کو پھر مسجدوں میں آنے کی توفیق ملتی ہے کہ نہیں۔ لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جمعۃ الوداع کا کوئی خاص تقدس نہ قرآن میں مذکور ہے نہ احادیث میں مذکور ہے۔ نہ سنت سے ثابت ہے نہ صحابہ کرامؓ کے عمل سے بعد میں ثابت ہے۔ پس جس دن کا آپ نے انتظار کیا تھا وہ تو اس پہلو سے خالی نکلا۔ لیکن جمعۃ المبارک کے تقدس کا بہت ذکر ملتا ہے۔ قرآن میں بھی ملتا ہے۔ احادیث میں بھی ملتا ہے اور یہ ہر جمعہ ہے جو ہر ہفتے آپ کے سامنے آتا رہتا ہے اس کے علاوہ نمازوں کے تقدس کے ذکر سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔ جمعۃ الوداع تو سال میں ایک دفعہ آتا ہے۔ جمعۃ المبارک ہر ہفتے آتا ہے اور نمازیں دن میں پانچ مرتبہ آتی ہیں۔ اور اس پانچ مرتبہ آنے والی چیز کا اس کثرت سے قرآن میں ذکر ملتا ہے کہ کسی اور عبادت کا اس طرح ذکر نہیں ہے۔ تو برکتوں سے بھرا ہوا نیک اعمال کا خزانہ ہے اس سے تو منہ موڑ لیتے ہو اور سارا سال ایک جمعے کا انتظار کرتے ہو۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس جمعے کی کوئی اہمیت کہیں مذکور نہیں تو کم سے کم اس جمعے سے یہ برکت تو حاصل کر جاؤ۔ یہ جان لو کہ عبادت ہی میں برکت ہے۔ عبادت ہی میں خدا تعالیٰ کے فضل ہیں۔ عبادت ہی سے اس کی

رضا وابستہ ہے۔ عبادت ہی سے دنیا کی خیر اور آخرت کی خیر وابستہ ہے اور مومن کے لئے عبادت ہر روز پانچ مرتبہ فرض کی گئی ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں جب آپ مساجد کے پاس سے گذرتے ہیں تو اکثر آپ دیکھتے ہیں کہ مساجد بہت بڑی ہیں اور یوں لگتا ہے۔ جیسے بے وجہ اتنی بڑی مساجد بنا دی گئی ہیں۔ لیکن آج وہ دن ہے جب آپ کسی مسجد کے پاس سے گذر کے دیکھیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ مسجدوں سے نمازی چھلک چھلک کر باہر آ گئے ہیں۔ گلیاں بھر گئی ہیں۔ بعض بازار بند کرنے پڑتے ہیں۔ لاہور ہو کراچی ہو یا دنیا کے اور بڑے بڑے شہر وہاں مساجد کے باہر جو بازار یا ملحقہ گلیاں ہیں وہاں بعض دفعہ دیکھیں گے کہ سائبان لگائے گئے ہیں اور جگہ جگہ بلاک کر کے سڑکوں کو بند کیا گیا ہے کہ آج یہاں نمازی نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ وہ نمازی ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ کو توقع ہے کہ ہر روز پانچ وقت جہاں مسجد میسر آئے وہاں جا کر نماز پڑھیں گے۔ اب آپ سوچ کے آپ اندازہ کریں کہ ایک وہ تصور ہے جو قرآن اور سنت کا ہے عبادتوں کے متعلق رحمتوں اور برکتوں کے متعلق۔ رضوان اللہ کے متعلق اور ایک وہ ہے جو عام دنیا میں رائج ہے اور مسلمان سمجھتے ہیں کہ یہی ایک گر ہے نجات پانے کا۔ ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔

حقیقی نجات خدا کی اطاعت میں ہے اور خدا کی اطاعت عبادت کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ عبادت پہلا دروازہ ہے جو اطاعت کے لئے قائم فرمایا گیا ہے۔ اس دروازے سے داخل ہو گے تو پھر ساری اطاعتوں کی توفیق میسر آ سکتی ہے۔ جس نے یہ دروازہ اپنے پر بند کر لیا اس کے لئے کوئی اطاعت نہیں ہے۔ نماز کی اہمیت کے اوپر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا زور دیا ہے اور پھر نماز با جماعت کی اہمیت پر کہ ایک موقعہ پر صبح کی نماز کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو اس وقت بھی (صبح کی نماز کے وقت) کچھ لوگ ہیں جو گھروں میں سوئے پڑے ہیں اور اگر خدا کی طرف سے مجھے اجازت ہوتی تو میں یہ باقی جو نمازی تھے ان کے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے اٹھواتا اور ان کو ان کے گھروں میں جلا دیتا۔ مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ہے۔ میں داروغہ نہیں بنایا گیا۔

اب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بڑھ کر شفیق دل آپ کو دنیا میں ڈھونڈے سے کہاں ملے گا، تصور میں نہیں آ سکتا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (عزیز علیہ ما عنتم) یہ فرما کر فرمایا بالمؤمنین رؤف رحیم)۔ جب بھی خدا کے بندوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے۔ یعنی اے لوگو! خدا کے بندو! عزیز علیہ ما عنتم اس پر تمہاری تکلیف بہت شاق گذرتی ہے یہ خطاب کا پہلا حصہ عام ہے۔ پھر فرمایا جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے۔ بالمؤمنین رؤف رحیم وہ تو جیسے اللہ اپنے بندوں پر رؤف اور رحیم ہے جیسے اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور بار بار رحم کرتے کرتا آتا ہے اس طرح مومنوں پر تو یہ رسول رؤف بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ اس رسول کے منہ سے یہ کلمہ نکلا ہے کہ اگر مجھے یہ اجازت ہوتی تو میں لکڑیوں کے گٹھے اٹھوا کر ان نمازیوں کو ساتھ لے کر چلتا اور جو بے نماز ہیں ان کو ان کے گھروں میں جلا دیتا۔

دراصل اس میں ایک پیغام ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو عبادت نہیں کرتے وہ آگ کا ایندھن ہیں اور بہتر ہے کہ اس دنیا میں جل جائیں بہ نسبت اس کے کہ مرنے کے بعد کی آگ میں ڈالے جائیں۔ یہ حقیقی پیغام ہے اور عبادت ہی ہے جس کے ساتھ ساری نجات وابستہ ہے پس وہ لوگ جو آج اس جمعے کی برکت ڈھونڈنے کے لئے جوق در جوق مساجد کی طرف آئے ہیں ان کو اندر جگہ نہیں ملی تو باہر گلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں ان سب تک جن تک بھی یہ آواز پہنچے میں یہ پیغام پہنچاتا ہوں کہ ہماری عبادت، روزمرہ کی پانچ وقت کی عبادت ہے۔ اور ہر دفعہ جب اذان کی آواز بلند ہوتی ہے تو مومن کا فرض ہے کہ اپنے گھروں کو چھوڑے اور اس مسجد کی طرف چل پڑے جہاں سے عبادت کے لئے بلایا جا رہا ہے۔ حی علی الصلوٰۃ حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح حی علی الفلاح۔ پانچ مرتبہ یہ آوازیں سنتے ہو کہ دیکھو نماز کی طرف چلے آؤ۔ نماز کی طرف چلے آؤ۔ کامیابیوں کی طرف چلے آؤ۔ کامیابیوں کی طرف چلے آؤ۔ اور پھر بھی جواب نہیں دیتے۔ پس وہ لوگ جن کو مساجد تک پہنچنے کی توفیق ہے ان پر فرض ہے اور توفیق کا معاملہ بندے اور خدا کے درمیان ہے۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں کو توفیق ہے یا نہیں ہے۔ بعض دفعہ ایک بیماری دوسرے کو دکھائی دے نہیں سکتی۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں وہیں انسان کا قدم رک جانا چاہیئے کہ ٹھیک ہے اگر تم بیمار ہو تو تمہارا معاملہ تمہارے خدا کے ساتھ اور ہمارا معاملہ ہمارے خدا کے ساتھ۔ لیکن ہر شخص خود جانتا ہے کہ اسے توفیق ہے کہ نہیں۔ پس جسے بھی توفیق ہے اس کا فرض ہے کہ پانچ وقت مساجد میں جا کر عبادت بجا لائے اور اگر پانچ وقت مساجد میں نہیں جا سکتا تو جہاں اس کو توفیق ہے وہیں مسجد بنا لے۔ جہاں اس کے لئے ممکن ہو باجماعت نماز پڑھے [illegible] یا پڑھائے اور اپنے ساتھ اپنے عزیزوں کو یا دوسروں کو اکٹھا کر لے تاکہ اس کی نمازیں باجماعت ہو جائیں۔ جو شخص اس بات کا عادی ہو جائے گا، جس کے دل میں ہر وقت یہ طلب اور بے قراری ہو کہ میری ہر نماز باجماعت ہو جائے اس کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ وہ نمازیں جو باجماعت ممکن نہیں ہوں گی ان کے متعلق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر وہ اذان دے کر باجماعت نماز کی نیت سے کھڑا ہو جائے گا تو کوئی اور اس کے ساتھ شامل ہونے والا نہ بھی ہوگا تو اللہ آسمان سے فرشتے اتارے گا وہ اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور اس کی نماز، نماز باجماعت ہی رہے گی۔ تو یہ وہ برکت ہے جو ہر روز پانچ دفعہ آپ کے سامنے آتی ہے اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور سال میں ایک دفعہ جو جمعہ آ رہا ہے اس کی طرف توجہ ہے کہ وہی دن ہمارے گناہ بخشوانے کا دن ہے۔ اور کیا پتہ کوئی کس دن مرتا ہے یہ بھی تو سوچو! کیا ضرور جمعے کے معاً بعد بخشوانے کے بعد ہی تم نے مرنا ہے۔ حالانکہ جمعۃ الوداع کے ساتھ کسی بخشش کا ذکر مجھے تو نہیں ملا۔ لیکن اگر ہو بھی تو سال میں جو باقی تین سو چونسٹھ دن پڑے ہیں ان دنوں میں عزرائیل نے کہاں کب بیٹھنا ہے۔ کیا مقدر اور لازم ہے کہ تم جمعے کے دن بخششیں کروانے کے بعد مرو گے!! پس موت تو ہر وقت آ سکتی ہے۔ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ کوئی دن مقرر نہیں۔ تو روزمرہ کی پانچ وقت کی نمازیں اس لئے آتی ہیں کہ تم بخشی ہوئی حالت میں دھلی ہوئی پاک حالت میں یہاں سے روانہ ہو۔

پس اس پہلو سے جماعت کو میں نماز باجماعت کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور وہ دوسرے مسلمان بھائی بھی جو رفتہ رفتہ ہمارے جمعہ میں ٹیلی ویژن کے ذریعے شامل ہو رہے ہیں اور یہ رجحان دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے، ان کو بھی میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ خود بھی اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنے بھائی بندوں کو دوسروں کو بھی یہ پیغام پہنچا دیں کہ روزمرہ کی پانچ وقت کی نمازوں کا قیام کرنا یہ قرآن کریم کے پیغامات کی جان ہے اور اگر مسلمان اس بات پر قائم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام دنیا میں مسلمانوں کی اصلاح کا ایک ایسا نظام جاری ہو جائے گا جس سے خدا کے فضل سے اسلام کو وہ پرانی کھوئی ہوئی ظاہری عظمت اور شوکت بھی مل جائیگی کیونکہ ظاہری عظمت اور شوکت کا اصل تعلق اندرونی روحانی عظمت اور شوکت سے ہے اگر اندرونی روحانی عظمت اور شوکت بحال ہو جائے تو ظاہری عظمت پیچھے پیچھے آتا ہی آتا ہے اگر اندرونی روحانی عظمت اور شوکت بحال نہ ہو تو ظاہری شوکت کے پیچھے آپ جتنا چاہیں چکر لگائیں کچھ حاصل بھی کر لیں گے تو بے معنی ہوگی، بے روح کے جسم ہوگا۔ خدا کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔ پس اپنے اندرونوں کو سنواریں اور اندرونی عظمت کے پیچھے دوڑیں۔ اللہ تعالیٰ وہ عظمت عطا فرمائے جسکے

متعلق خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ تم میں سب سے معزز انسان وہ ہے سب سے عظیم شخص وہ ہے اور اللہ کی نظر میں ہے جو زیادہ متقی ہو۔ پس تقویٰ کے تقاضے تو عبادت کے بغیر پورے نہیں ہو سکتے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

حقیقی نجات خدا کی اطاعت میں ہے اور خدا کی اطاعت، عبادت کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ جمعہ کے دن جو برکتوں کا ذکر ملتا ہے وہ میں آپ کے سامنے ایک حدیث سے اس کی مثال رکھتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا یہ روایت ہے ابولبابہ بن عبدالمنذر کی۔ سنن ابن ماجہ باب فی فضل الجمعہ سے لی گئی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ”جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے پاس اس کی بڑی عظمت ہے اور وہ اللہ کے نزدیک یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔

اب یہ وہی بات ہے کہ جمعۃ الوداع کے علاوہ عیدین کی بڑی عظمت ہے۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ عیدین سے زیادہ ہر جمعہ کی عظمت خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے۔ اور اس میں پانچ خوبیاں ہیں۔ اوّل اللہ تعالیٰ نے آدم کو اس میں پیدا کیا (یعنی آدم کو جمعہ کے دن مبعوث فرمایا گیا) اور اسی دن اللہ تعالیٰ نے آدم کو زمین کی طرف بھیجا۔ پہلی بات کا تعلق بعثت سے نہیں، اس آدم کی پیدائش سے ہے جس نے مبعوث ہونا تھا تو فرمایا وہ آدم پیدا بھی جمعہ کے دن ہوا اور اس کی بعثت بھی اسی دن ہوئی اور روحانی منصب پہ جمعہ ہی کے دن فائز فرمایا گیا اور اسی دن اللہ نے آدم کو وفات دی۔ جیسا کہ مسیح کے متعلق آتا ہے۔

سَلَامٌ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا

وہی حال آدم کا تھا اور قرآن کریم میں جو مسیح کو آدم سے مشابہت دی گئی ہے اس حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ اس مشابہت کا اطلاق ان سب باتوں پر بھی ہو رہا ہے۔ پہلا آدم جس کو مسیح سے مشابہت دی گئی ہے اس کی پیدائش کا دن بھی مبارک تھا۔ اس کی موت کا دن بھی مبارک تھا اور وہ بھی برکتوں کے ساتھ دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ کیونکہ یہاں بعد میں اٹھانے کا ذکر تو نہیں لیکن جس دن مبعوث کیا گیا اس کا ذکر ہے اور جو شخص دنیا میں مبعوث کیا جاتا ہے آخر میں بھی وہ اسی طرح برکتوں کے ساتھ مبعوث فرمایا جائے گا۔ چوتھی بات یہ بیان فرمائی گئی۔ اسی دن وہ ساعت ہے کہ بندہ اللہ سے سوال نہیں کرتا مگر اللہ اسے وہ سب کچھ عطا کرتا ہے جب تک کہ وہ کسی حرام کے متعلق نہیں مانگتا۔ جمعے کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ فیض عام کی گھڑی ہے اس گھڑی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انکار نہیں ہوتا مگر حرام مطالبے کا۔ حرام دعا کا۔ پس اگر تمہاری دعائیں نیک ہیں تو جمعے کے دن خصوصیت سے دعائیں کیا کرو اور یہ پیغام ان کے لئے ہے جو جمعہ پر حاضر ہوتے ہیں، جمعہ کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور ہر وقت کوشش رہتی ہے کہ ان موانع کو جو جمعہ کے رستے میں حائل ہیں یعنی ان روکوں کو جن کی وجہ سے وہ جمعہ نہیں پڑھ سکتے کس طرح دور کریں۔

یہ بات میں نے خصوصیت سے اہل مغرب کے لئے کہی ہے جہاں جمعہ کا دن روزمرہ کے کام کا دن ہے۔ اور پہلے بھی میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ کم سے کم اتنی کوشش تو ضرور کریں کہ تین جمعے اکٹھے ناغہ نہ کریں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تین جمعہ اکٹھا ناغہ کرنے والوں کے لئے بہت انذار فرمایا ہے اور سخت لفظ آئے ہیں۔ اس لئے اگر اپنے ایمان کی حفاظت چاہتے ہو تو اول تو ہر جمعہ پڑھنا ضروری ہے لیکن اگر نہیں پڑھ سکتے تو ایک جمعہ تو ہر صورت میں پڑھو خواہ چھٹی لینی پڑے۔ لیکن جب یہ میں نے تحریک کی تھی اس کے بعد سے مجھے جو اطلاعیں ملی ہیں بہت بڑی تعداد جماعت کی ایسی ہے جنہوں نے اس وقت لبیک کہا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے رستے آسان فرما دیئے بہت سے طلبہ تھے اور طالبات بھی تھیں جنہوں نے اپنے اساتذہ کے

سامنے جا کر یہ بات پیش کی اور اساتذہ نے ان کی بات مان لی اور جن کی بات نہیں مانی گئی ان کے ماں باپ نے کہا ہم تین میں سے ایک جمعہ تو بہرحال ضرور اس کو گھر میں لے کے آئیں گے۔ تم جو چاہو کرو، اور ایسے ہی کرتے رہے۔ بعض ایسے بھی مخلصین تھے جنہوں نے اپنے ان دفتروں سے استعفے دے دیئے، ان ملازمتوں سے استعفے دے دیئے جن میں ان کو جمعہ کی اجازت نہیں تھی اور بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے ان سے بہتر رزق کے سامان مہیا فرما دیئے۔ تو یہ ایک بہت ہی اہم برکت ہے جو ہر جمعے سے وابستہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں ان میں سے ایک برکت یہ ہے کہ اس دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ خدا کی طرف سے انکار نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ حرام کام کا خدا سے مطالبہ کیا جائے۔ اور یہ عرض کیا جائے کہ یہ حرام کام کرنے دیا جائے اور اسی دن شفاعت قائم ہوگی۔ یہ بہت ہی اہم مضمون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شفیع المذنبین بنایا ہے۔ یعنی وہ گنہگار جن کی کمزوریاں رہ گئی ہیں وہ کوشش تو کرتے رہے کہ کسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سنت پر چلیں۔ مگر بعض ایسے موانع تھے۔ بعض ایسی مجبوریاں تھیں جن کی وجہ سے ان کا عمل تامہ ایسے مقام سے نیچے رہ گیا جہاں جا کر نجات ملتی ہے۔ یعنی دوسرے لفظوں میں ان کی برائیاں کچھ ان کی خوبیوں پر غالب رہیں۔ ایسے لوگ بھی ہیں۔ ایسے لوگوں کی شفاعت کے لئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ایک خاص مرتبہ اور مقام بخشا گیا ہے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اسی دن شفاعت قائم ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ نہیں اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ ہوائیں اور نہ پہاڑ اور نہ سمندر مگر یہ سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں۔ یہ ساری خوبیاں جمعے کے تعلق میں آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بیان فرمائیں۔

شفاعت جمعہ کے دن ہی بانٹی جائے گی۔ پس وہ لوگ جو شفاعت کی تمنا رکھتے ہیں ان کے لئے اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ وہ جمعہ سے خاص تعلق قائم کریں۔ پس شفاعت کے لئے بھی ضروری ہے کہ جمعے سے تعلق جوڑو کیونکہ شفاعت کا مطلب ہے ایک چیز کو جو بیچ میں سے ٹوٹ گئی ہو دوسری کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔ ایک شخص نجات تک پہنچتے پہنچتے رہ گیا ہے۔ اور کچھ فاصلہ بیچ میں ہے تو رحم کرتے ہوئے شفقت فرماتے ہوئے وہاں سے اس رسی کو پکڑا جائے اور شفاعت سے جوڑ دیا جائے یعنی اس مقام سے جوڑ دیا جائے جہاں جا کے اس نے نجات پا لینی تھی یعنی ”دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا“ ہو اور اس کی طاقت ختم ہو جائے وہاں تک نہ پہنچ سکے تو اوپر سے ایک ہاتھ آئے اور اسے اٹھا کر بام تک پہنچا دے یعنی چھت تک پہنچا دے یہ شفاعت ہے۔ تو جمعے کے دن جو آئے گا اسی کو شفاعت ملے گی۔ کیونکہ شفاعت جمعے کے دن ہی بانٹی جائے گی۔ جو جمعہ سے غیر حاضر ہیں ان بے چاروں کو تو پتہ ہی نہیں کہ شفاعت ہوتی کیا ہے۔ پس وہ لوگ جو شفاعت کی تمنا رکھتے ہیں ان کے لئے اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ وہ جمعے سے خاص تعلق قائم کریں۔

اور پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ وہ دن ہے کہ سب خدا کے مقرب اس دن سے ڈرتے ہیں اور فرشتے بھی اور ہوائیں اور پہاڑ اور سمندر بھی۔ یہ کیا وجہ ہے؟ اس دن میں وہ کون سی ہیبت پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے لوگ اس دن کا خوف کھاتے ہیں؟ یہاں دراصل خوف کھانا احترام کے معنوں میں ہے۔ اس دن کا مرتبہ اتنا ہے کہ اس دن کی بے حرمتی سے ڈرتے ہیں۔ یہ مراد ہے۔ ورنہ تو اس کے کوئی معنی نہیں بنیں گے۔ ایک طرف برکتیں بیان کی جا رہی ہوں اور کشش پیدا کی جا رہی ہو، لوگوں کو بلایا جا رہا ہو، آؤ اس دن سے برکتیں پاؤ اور دوسری طرف یہ اعلان ہو رہا ہو کہ بہت خطرناک دن ہے۔ خبردار بڑے بڑے مقرب اور فرشتے بھی اس دن سے ڈر جاتے ہیں۔ پہاڑ بھی ڈرتے ہیں اور سمندر بھی ڈرتے ہیں اور زمین کی سطح بھی ڈرتی ہے۔

تو یہ اعلان سوائے اس کے اور کوئی معنی نہیں رکھتا کہ اس دن کی حرمت سے ڈرتے ہیں۔ یہ دن جو محرم بنایا گیا ہے اس کی عزت اور اس کے احترام کے قیام میں جو کوتاہی ہو سکتی ہے اس سے ڈرتے ہیں۔ وہ ڈرتے ہیں کہ یہ نہ ہو کہ اس دن کے ہم تقاضے پورے نہ کر سکیں۔ پس یہ مراد ہے کہ اگر مقربین کو بھی خوف ہے کہ اس دن کے تقاضے پورے کرنے میں اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان کو توفیق ملتی ہے کہ نہیں تو عامۃ المسلمین، عام انسان کو تو اور بھی زیادہ ڈرنا چاہیئے کیونکہ اس سے تو اس دن کے تقاضے پورے کرنا بظاہر ممکن دکھائی نہیں دیتا اس کی طاقت سے بڑھی ہوئی بات دکھائی دیتی ہے۔ پس یہ بھی اللہ ہی کے فضل کے ساتھ عطا ہوتا ہے۔ اگر آپ دعائیں کرتے رہیں اور اس مضمون کو سمجھ کر جمعے کی عظمت اور احترام کو قائم کرنے کی کوشش کریں تو پھر اللہ مدد فرمائے گا۔ ہر توفیق اسی سے ملتی ہے۔

وہ جمعہ جو غیر معمولی طور پر جماعت احمدیہ کے لئے برکتوں کے لئے مقرر ہو چکا ہے۔ یہ وہ جمعہ ہے جس کے ساتھ ہماری بہت سی برکات وابستہ ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال ہوا تھا کہ جمعہ کے دن یا جمعۃ الوداع کے دن لوگ تمام گذشتہ نمازیں جو ادا نہیں کیں، پڑھتے ہیں کہ ان کی تلافی ہو جائے۔ اس کا کوئی جواز ہے کہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

"ایک فضول امر ہے مگر ایک دفعہ ایک شخص بے وقت نماز پڑھ رہا تھا کسی شخص نے حضرت علیؓ کو کہا کہ آپ خلیفہ وقت ہیں اسے منع کیوں نہیں کرتے۔ فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس آیت کے نیچے ملزم نہ بنایا جاؤں۔

اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی

کہ کیا تو نے اس شخص کا حال نہیں دیکھا یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی خدا کے بندوں کو روکتا ہے جب وہ نماز پڑھتا ہے۔ تو ان نمازوں کی تائید میں کچھ نہیں فرمایا یہ نہیں فرمایا کہ کرتے دو ٹھیک ہے عمر بھر کی چھٹی ہوئی نمازیں پڑھ لے گا تو ٹھیک ہے فرمایا نہیں ہوگا۔ ٹھیک مگر مجھ میں یہ جرأت نہیں کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور اس سے روک دوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہاں اگر کسی شخص نے عمداً نماز اس لئے ترک کی ہے کہ قضائے عمری کے دن پڑھ لوں گا تو اس نے ناجائز کیا ہے۔ اور اگر ندامت کے طور پر تدارک مافات کرتا ہے تو پڑھنے دو"

اگر شرمندہ ہوا ہے اس کو احساس ہی بہت بعد میں ہوا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھے تو ہوش اب آئی ہے جب کہ بہت کچھ میں اپنی عمر کا حصہ ضائع کر بیٹھا اور وہ نمازیں جو میں نے نہیں پڑھیں میں کسی طرح ان سب کو دہرا لوں۔ تو فرمایا اگر یہ ندامت کے جذبے سے بات پھوٹی ہے، اگر شرمندگی کا احساس ہے تو پھر پڑھنے دو ہو سکتا ہے اللہ اس ندامت کو قبول فرمالے جیسا کہ اس نے کیا۔ ہمارا یہ کام نہیں کہ اس میں دخل دیں۔ فرماتے ہیں:

"پڑھنے دو کیوں منع کرتے ہو۔ آخر دعا ہی کرتا ہے ہاں اس میں سست ہمتی ضرور ہے!"

یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ کم ہمتی کا کام ہے جو وقت نمازوں کے مقرر تھے ان کو تو کھو دیا اور بعد میں ندامت، افسوس کی جگہ بہت دیر ہو چکی تھی وقت گذر چکا تھا۔ پھر فرماتے ہیں:

"پھر دیکھو منع کرنے سے کہیں تم بھی اسی آیت کے نیچے نہ آجاؤ" جس آیت کا ذکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"کہ نیک کام خواہ کوئی صحیح کر رہا ہو یا غلط کر رہا ہو یا برا حال کر رہا ہو یا بے محل کر رہا ہو۔ اس سے روکنے سے احتراز کرنا چاہیئے کہ بیٹھ تو اس سے سمجھانے کی کوشش ضرور کرو۔"

پس یہ تو جمعۃ الوداع کی برکتوں کا مضمون تھا۔ لیکن ان کے علاوہ کچھ ایسی برکتیں ہیں جن کا تعلق کل عالم ہی سے نہیں بلکہ ہر زمانے سے ہے اور وہ برکتیں

وہ ہیں جو اولین کو آخرین سے ملانے والی ہیں۔ وہ برکتیں ہیں جن برکتوں کے دور سے ہم آج گذر رہے ہیں۔ یہ جمعے کا دن جماعت کی تاریخ میں ایک خاص برکت کا دن ہے۔ روزمرہ کا جمعہ تو برکتوں والا ہوتا ہی ہے لیکن یہ جمعہ جو آج کا جمعہ ہے یہ ایک ایسا جمعہ ہے جس کی برکت تاریخ سے ثابت ہے۔ خدا تعالیٰ کی جو سنت اس دور میں جاری ہوئی ہے اس سے ثابت ہے۔ وہ اس طرح کہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو چاند اور سورج گرہن کی پیشگوئی فرمائی تھی اور وہ پیشگوئی اس بات کی علامت تھی کہ وہ مہدی جس کے حق میں آسمان اس طرح گواہی دے گا۔ اس کی وہ جماعت ہوگی جس کے متعلق قرآن کریم میں یہ ذکر ملتا ہے۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ۔ کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آخر میں آئیں گے ابھی تک صحابہ سے نہیں مل سکے مگر پھر صحابہ سے مل جائیں گے۔ یہ ان کے لئے خوشخبری ہے۔ یہ جس سچے وجود کے متعلق خوشخبری تھی اس کے حق میں آسمان نے گواہی دینی تھی اور وہ گواہی ایک لمبے انتظار کے بعد دی گئی۔ یہ واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعویٰ فرمایا کہ میں وہ مہدی ہوں جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مہدی ہے، تو اس وقت سب کی نظریں اس آسمانی نشان پر لگ گئیں اور علماء کی طرف سے کثرت سے مطالبے شروع ہو گئے کہ اگر تم مہدی ہو تو وہ نشان تو دکھاؤ۔ وہ آسمانی گواہیاں تو لاؤ جن آسمانی گواہیوں نے مہدی کی تصدیق کرنی تھی۔ اور وہ کیا تھیں؟ وہ اس حدیث میں درج ہیں جس کے الفاظ میں آپ کے سامنے پڑھ کر رکھتا ہوں:

"اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَنْکَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَیْلَۃٍ مِّنْ رَمَضَانَ وَتَنْکَسِفُ الشَّمْسُ فِی النِّصْفِ مِنْہُ وَلَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ۔"

(سنن دار قطنی۔ باب صفۃ صلوٰۃ الخسوف والکسوف وھیئتھما)

کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہمارا مہدی ہوگا وہ۔ تم ہم سے الگ کر کاٹ نہیں سکتے۔ جس کے حق میں آسمان گواہی دے گا۔ چاند اور سورج گرہن کئے جائیں گے۔ رمضان میں یہ واقعہ ہوگا۔ کون ہے جو اس کو کاٹ کر ہم سے الگ کر سکے وہ ہمارا مہدی ہے ہمارا ہی مہدی رہے گا۔ اتنے پیار سے یہ پیشگوئی فرمائی اور پیشگوئی کا مضمون یہ تھا کہ چاند کو اپنی گرہن کی تاریخوں میں پہلی تاریخ کو یعنی تیرہ تاریخ کو گرہن لگے گا اور سورج کو اپنی گرہن کی تاریخوں میں درمیانے دن یعنی اٹھائیسویں کو گرہن لگے گا اور یہ واقعہ رمضان مبارک میں ہوگا اور اس سے پہلے امام مہدی کا دعویدار ظاہر ہو چکا ہوگا۔ اور وہ نشانی ہے جو کبھی کسی اور خدا کی طرف سے آنے والے نے اپنے حق میں پیش نہیں کی۔ لَمْ تَکُوْنَا مُنْذُ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یعنی یہ نشان یہ کسی اور کے حق میں ظاہر نہیں ہوئی۔ یہ پس منظر ہے جس کو مد نظر رکھیں۔

الفضل میں اس سے متعلق ایک بہت پیارا مضمون اعظم اکسیر صاحب کا شائع ہوا تھا۔ اس میں وہ ذکر کرتے ہیں کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کے ایک عرصے کے بعد علماء مطالبے کر رہے تھے ایک عام شور تھا کہ چاند اور سورج گرہن کی پیشگوئی پوری ہو تو ہم جانیں کہ یہ سچا ہے تو اس وقت ۱۸۹۴ء میں رمضان مبارک میں تیرھویں رات کا چاند گہنایا گیا اور اس سے ایک عام شور برپا ہو گیا۔ کچھ توقعات جاگ اٹھیں۔ کچھ لوگ جو اس سے تکلیف محسوس کر رہے تھے انہوں نے بددعاؤں میں تیزی کر لی اور ان کے دلوں میں خوف و ہراس پھیل گیا کہ یہ نہ ہو کہ رمضان کے مہینے میں ایک مہدی کے حق میں جیسا کہ چاند نے گہنا کر گواہی دی ہے سورج بھی یہ گواہی نہ دے دے۔ اگر ایسا ہو گیا تو پھر ہم کیا جواب دیں۔

بہت بہت دور دور سے احمدیوں کو یہ شوق پیدا ہوا کہ ہم بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقام پر جا کر آپ کے ساتھ اس بستی میں اس گرہن کو دیکھیں جن کا ان کو یقین تھا کہ اٹھائیس تاریخ پر ہو نہیں سکتا کہ سورج گرہن نہ لگے۔ چنانچہ تین ایسے مسافروں کا ذکر اعظم اکسیر صاحب نے کیا ہے۔ (بات جو زبانی مجھے یاد ہے وہ کرتا ہی ہے کہ) ایک مرزا عبدالرحیم بیگ صاحب ہوا کرتے تھے کسی ریاست میں وزیر تھے ان کے دو بیٹے (اویلی) کے ایک دوست (یہ طالب علم تھے) ان تینوں کا قافلہ لاہور سے قادیان کے لئے روانہ ہوا اور وہ سورج گرہن جس تاریخ کو لگنے کی توقع تھی یعنی اٹھائیس کو اس سے ایک دن پہلے وہ مارا مار بٹالہ تک پہنچے کہ دوسرے دن صبح ہی سورج نکلنے سے پہلے پہلے وہاں پہنچ جائیں مگر کوئی تانگہ کوئی یکہ تیار نہ ہوا وہ بیچارے پھر پیدل چل پڑے اور سحری کے وقت جا کر وہ قادیان پہنچے۔ اور اس طرح احمدیوں میں ایک عام رجحان پیدا ہو چکا تھا کہ اس دن کو خصوصیت سے قادیان میں گذاریں اور اس نشان کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ اب دیکھیں اللہ کی کیسی شان ہے کہ خدا نے ان توقعات کو کیسا پورا فرمایا۔ اسی دن صبح زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تو بجے سورج گرہن گہنایا گیا اور سب کی آنکھیں اس طرف تھیں اور نماز کسوف و خسوف بھی شروع ہو گئی تھی اور دلوں میں جو کیفیت ہوگی ہم اس کا تصور نہیں کر سکتے۔

حیرت انگیز بات ہے تیرہ سو سال پہلے ایک پیشگوئی تھی کہ ہمارے مہدی کے لئے آسمان اس طرح گواہی دے گا ایک گواہی آچکی تھی۔ دوسری پر نظریں تھیں اور اس دن قادیان میں انہوں نے یہ عجیب نظارہ دیکھا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اصدق الصادقین کی پیشگوئی کے عین مطابق بعینہٖ اسی طرح ہوا جیسا فرمایا گیا تھا۔ شروع میں وہ سورج ذرا ہلکا گہنایا گیا تھا اور اس پر کچھ صحابہ نے باتیں شروع کر دیں کہ لوجی یہ تو ہلکا سا ہے یہ نہ ہو کہ مولوی کہیں کہ گہنایا ہی نہیں گیا تمہیں وہم ہے لیکن ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ پورا سورج گہنا گیا اور نو سے گیارہ بجے تک یہ عجیب نظارہ وہاں ان لوگوں نے دیکھا۔ یہ وہ پیشگوئی ہے جس کے پورا ہونے پر آج ایک سو سال گذر چکے ہیں۔ اور یہ رمضان ہے کہ سو سال بعد اسی طرح پھر آیا ہے ان پیشگوئیوں کے نشان ہمارے لئے تازہ ہے۔* اس مہینے میں وہ جمعرات کا دن غروب ہونے کے بعد جمعے کی رات شروع ہونے پر گہنایا گیا ہے اور جو سورج گہنایا گیا تھا یعنی میں یہ بتا رہا ہوں کہ گہنایا گیا) کی تاریخ اس طرح بنتی ہے کہ تیرہ تاریخ جمعہ اس زمانے کی تھی وہ جب اس رمضان میں آئی تو جمعرات کا دن ختم ہو چکا تھا جمعے کی رات شروع ہو گئی تھی اور ہم نے جو جشن منایا وہ دراصل جمعے ہی کی رات کو جشن منایا ہے اور آج جب کہ سورج گہنانے کا دن آیا ہے اٹھائیس تاریخ آئی ہے تو آج جمعے کا دن ہے۔

ہم اس دور سے گذر رہے ہیں کہ وہ ساری برکتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بارش کی طرح برسی ہیں ہم اسی زمانے سے گزرتے ہوئے ان کی یادوں سے مست ہیں۔ تو وہ جمعہ جو غیر معمولی طور پر جماعت احمدیہ کے لئے برکتوں کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ جو بھر بھر کے برکتیں لاتا ہے اور ہمیں انشاء اللہ یہ وہ جمعہ ہے جس کے ساتھ ہماری بہت سی برکات وابستہ ہیں۔ پس جماعت احمدیہ اگر جمعہ کا احترام نہ کرے اور شکر کا حق ادا نہ کرے تو بڑی بدبختی ہوگی۔ یہ وہ سورہ جمعہ ہی ہے جس نے آخرین کو اولین سے ملانے کی خوشخبری دی تھی اسی کی آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر یہ فرمایا:

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

یہ تو اللہ کا فضل ہے کون روک سکتا ہے اس کو۔ وہ جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور بڑے فضلوں والا ہے۔ یہ سورہ جمعہ ہی تھی جس نے یہ خوشخبری آنے والوں کو دی کہ ایسے بھی خوش نصیب آنے والے ہیں جو آخر پر ہوں گے باوجود اولین سے ملا دیئے جائیں گے اور ان کے حق میں ہی آسمان نے یہ دو گواہیاں پیش کیں۔ اور ہم اس دور سے گذر رہے ہیں کہ وہ ساری برکتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بارش کی طرح

برسی ہیں ہم اسی زمانے سے گذرتے ہوئے ان کی یادوں سے مست ہیں عجیب کیفیت ہے یہ۔

پس خدا جب ان برکتوں کی یادیں دہرا رہا ہے اور وہ کیفیتیں ہمارے دلوں میں پیدا فرما رہا ہے جو اس زمانے میں صحابہ کے دلوں میں تھیں اور سو سال کی برکت سے ہم اس دور سے دوبارہ گزر رہے ہیں تو یہ وہ جذبہ ہے جس کے ساتھ میں آپ کو دعوت الی اللہ کی طرف بلاتا ہوں میں آج سوچ رہا تھا کہ وہ جو کفار کہا کرتے تھے کہ "سحر مستمر" یہ تو مسلسل جاری رہنے والا ایک سحر ہے۔ جو پیچھا نہیں چھوڑ رہا۔ ہم بھی تو اس سحر ہی کی حالت میں سے گذر رہے ہیں۔ کیوں کہا کرتے تھے اس لئے کہ وہ دیکھا کرتے تھے کہ اتنے فضل نازل ہو رہے ہیں۔ ایسی برکتیں اتر رہی ہیں کہ صحابہ تو گویا جادو زدہ ہیں نشے کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اب تو لگتا ہے کہ وہی جادو کے دن دہرائے جا رہے ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جو برکتیں نازل ہوئی تھیں وہ بھی تو ایک سحر کا سا منظر پیش کرتی تھیں۔ اور اب ان سے گذرتے ہوئے ہمیں ایسا لطف آرہا ہے کہ گویا ایک جادو کی دنیا میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان کا حال کیا ہوگا جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا آپ پر عاشق ہوئے اور ایسے بندیوں معلوم ہوتا ہے کہ سب کچھ سب دنیا تج کے ہر چیز فنا کر کے بیچ

پس اب جبکہ میں دعوت الی اللہ کی طرف آپ کو دوبارہ بلا رہا ہوں میں یاد کرا تا ہوں کہ ایسے ہی دنوں میں دعوۃ الی اللہ کا پیغام شروع ہوا تھا ایسے ہی دنوں میں وہ آغاز ہوا تھا۔ اسی مستی کے عالم میں انہوں نے تمام دنیا کو پیغام پہنچائے تھے اور حیرت انگیز طور پر جبکہ ابھی کوئی مبلغوں کا مربیوں کا نظام جاری نہیں تھا، وہ صحابہ ہی تھے جو کچھ ان پڑھ بھی تھے کچھ پڑھے لکھے بھی تھے کچھ بڑے بڑے علماء بھی تھے مگر عالم تھے یا ظاہری لحاظ سے جاہل تھے اندرونی لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو علوم سے آراستہ فرمایا گیا تھا۔ روحانی علوم سے ان کے سینے بھرے گئے تھے اور چھوٹا تھا یا بڑا۔ ظاہری طور پر عالم تھا یا جاہل وہ تمام کے تمام تبلیغ میں سرگرداں رہتے تھے اور اسی کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑی تیزی کے ساتھ جماعتیں مخالفت کے علی الرغم قائم ہوئیں شدید مخالفتیں تھیں، اتنی کہ آپ آج تصور بھی نہیں کر سکتے۔ پاکستان کی تمام تر مخالفتیں ایک طرف اور وہ مخالفت کا دور جو مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے صحابہ نے آغاز میں دیکھا ہے اس کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا۔ دن رات سارا ہندوستان بلکہ عرب تک کے علماء گالیاں دینے اور جانیں حلال کرنے کے فتوے دینے میں مشغول تھے کہ ان کی جانیں حلال ہو گئیں ان کے مال حلال ہو گئے۔ ان کی بیویاں مطلقہ ہو گئیں۔ کچھ بھی ان کا نہیں رہا۔ جو چاہے جس طرح چاہے ان کی عزتوں پر ہاتھ ڈالے خدا کے نزدیک مقبول ٹھہرے گا۔ یہ وہ دور تھا جس دور میں صحابہ کی یہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقب میں روانہ ہوئی ہے اور ہر قدم ترقی کی طرف اٹھا ہے ایک لمحہ ایسا نہیں آیا کہ اس جماعت کے قدم رک گئے ہوں۔ پس خدا جب ان برکتوں کی یادیں دہرا رہا ہے اور وہ کیفیتیں ہمارے دلوں میں پیدا فرما رہا ہے جو کیفیتیں اس زمانے میں صحابہ کے دلوں میں تھیں اور سو سال کی برکت سے ہم اسی دور سے دوبارہ گذر رہے ہیں تو یہ وہ جذبہ ہے جس کے ساتھ میں آپ کو دعوت الی اللہ کی طرف بلاتا ہوں کوئی پرواہ نہ کریں دشمن اس راہ میں کیسے روڑے اٹکاتا ہے اور کیسی کیسی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ دشمن کی تکلیف آپ کی خوشیوں کو آپ کے دلوں سے کیسے نوچ سکتی ہے، یہ ناممکن ہے۔

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر آنے والا دن ہمارے لئے اور برکتیں لے کے آئے گا۔ ہر آنے والا ہفتہ ہمارے لئے برکتیں لے کر آئے گا ہر آنے والا مہینہ ہمارے لئے اور برکتیں آسمان سے انڈیلے گا۔ ہر آنے والا سال برکتوں کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کرے گا۔ ہر جانے والا سال برکتیں چھوڑ کر ہمارے لئے جائے گا۔

پاکستانی حکومت نے پہلے تو بغیر کسی قانون کے ان مظلوموں پر ہاتھ

ڈال دیئے جو خوش ہو رہے تھے کہ خدا تعالیٰ نے سو سال کے بعد ہمیں پھر وہ دن دکھائے جبکہ چاند سورج کے گرہن کی عظیم پیشگوئی پوری ہوئی۔ ان کو قیدوں میں ڈالا گیا، گھسیٹا گیا، مارا کوٹا گیا۔ گالیاں دی گئیں ان کے خلاف تحریکات جلسے ہوئے۔ پتوکی میں کیا ہوا؟ لاہور میں کیا ہوا؟ ربوہ میں کیا ہوا؟ جگہ جگہ ایسے واقعات ہیں اور کوشش کیا ہے کہ اللہ نے ان پر جو فضل فرمایا ہے اس سے جو خوش ہو رہے ہیں یہ خوشیاں ان سے نوچ لیں۔ خوشیاں تو وہ دلوں سے نہیں نوچ سکتے نہ ہمیں یہ توفیق ہے کہ ان کے دل میں حسد نے جو غیظ برپا کر رکھا ہے، آگ بھڑک رہی ہے، اس آگ کو ٹھنڈا کر سکیں۔ نہ ان کو توفیق نہ ہمیں توفیق۔ ہم دونوں بندے ہیں بے اختیار ہیں۔ یہ ہمارا اللہ ہی ہے جو غیظ و غضب کی آگ کو ٹھنڈا کر سکتا ہے اور یہ اللہ ہی ہے جو ہماری خوشیوں کو اور بڑھاتا چلا جائیگا پس اہل ربوہ اور اہل پاکستان کی ان خوشیوں کی راہ میں، جو خدا نے ان کو عطا کی ہیں روڑے اٹکانے والوں کا بدلہ میں نے اس طرح لیا کہ آج کے دن بین الاقوامی احمدیہ ٹیلی ویژن کو ہدایت کی کہ وہ چاند اور سورج کے گرہن کی خوشخبریاں اہل ربوہ کے نام سے منسوب کر کے ان کا ذکر ان کی خوشیوں کے پروگرام بنائیں۔ وہ ساری دنیا کو دکھائیں۔ اس وقت تو میں نے اہل ربوہ کا نام لیا تھا غالباً یہی نام لیا جا رہا ہوگا۔ لیکن اب مجھے خیال آیا کہ صرف ربوہ نہیں اور بھی، تو پاکستان کے احمدی ہیں جن کے متعلق اب قانون بنا کر نوٹس دیئے جا چکے ہیں کہ خبردار جو تم خدا کے فضلوں پر خوش ہو۔ پھر خدا کے فضلوں کو روک دو اگر روکا جا سکتا ہے تو! خوشی کس طرح چھین سکتے ہو۔ فضل نازل ہونگے تو خوش تو ہم ہوں گے لیکن خدا کے فضلوں کو روکو گے کیسے؟ یہ تو سمجھاؤ!! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ۔

تمہیں نصیب نہیں ہوا تو جس کو دیتا ہے آگے دے گا اور دیتا چلا جائیگا اور روکو گے کیسے؟ وہ ذوالفضل العظیم ہے بڑے فضل ہیں اس کے پاس۔ ایک روکو گے تو دس اور عطا فرما دے گا۔ دس روکو تو سو اور عطا کر دے گا۔ پس جماعت احمدیہ کے اوپر خدا کے جو فضل برس رہے ہیں، ان کو تو روکنے کی تمہیں طاقت نہیں۔ رگا لو زور۔ خوشیاں بھی نوچ نہیں سکتے۔ وہ تو دلوں میں پیدا ہوتی ہیں۔ اور کوئی دنیا کی طاقت تمہارے دلوں سے وہ غیظ اور غضب اور حسرت نوچ نہیں سکتی وہ تو بڑھتی ہی بڑھتی ہے۔ قرآن کریم کی یہ پیشگوئی ہے کہ یہ لوگ جو آخرین میں پیدا ہوں گے یہ اللہ کے فضل کے ساتھ بڑھیں گے۔ ان کے حق میں پیشگوئیاں پوری ہوں گی۔ ایک کھیتی کی طرح نشوونما پا کر بلند تر ہوں گے اور مضبوط تر ہوتے چلے جائیں گے۔ تو بعض ظالم ایسے ہیں کہ ان کے مقدر میں غیظ و غضب کے سوا کچھ نہیں۔ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وہ جو مسیح موعود کے منکر ہیں ان کے لئے غیظ کے سوا کچھ نہیں ہے۔ پس اس غیظ کا کیا علاج ہے۔ میرے پاس جب کہ خدا فرماتا ہے کہ ہر احمدیت کی ترقی پر (یعنی احمدیت کا لفظ نہیں ہے۔ میں وضاحت کر دوں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی دوسری شان کے اظہار کا تذکرہ ہو رہا ہے) شان احمدی، وہ شان جو مسیحیت سے ملتی جلتی ہے وہ شان جس کا انجیل میں ذکر ہے اس لئے بطور استنباط میں یہ بات کہہ رہا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی وہ شان جس کا تورات سے تعلق تھا وہ اور طرح بیان ہوئی ہے اس میں بڑا جلال ہے اس میں بڑی شان ہے اور ایسا ایک رعب اس میں پایا جاتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ) وہ کفار پر بڑے سخت ہیں ان کو طاقت نصیب ہے ان کو وہ تلوار نصیب ہوئی ہے جس سے وہ اپنے دشمنوں کو سزائیں دیتے ہیں ایک یہ شان ہے۔ اور پھر فرمایا وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ لیکن انہی لوگوں کی ایک مثال انجیل میں بھی دی گئی ہے وہ مختلف ہے۔ اس شان میں ان کی نرمی ان کے حلم کا ذکر ہے ان کے رفتہ رفتہ نشوونما پانے کا ذکر ہے۔ ان کے ایسے کمزور آغاز کا ذکر ہے کہ دشمن چاہے تو یہ سمجھے گا کہ میں اپنے پاؤں تلے روند دوں گا اور یہ جو پودا کونپلیں نکال رہا ہے اس کو اپنے قدموں تلے مسل کے رکھ سکتا ہوں۔ یہ وہ شان ہے۔ اب دیکھیں پہلی شان اور اس شان میں بیان کے لحاظ سے اور طرز کے لحاظ سے زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ ایک ہی دو چہرے نہیں ہیں۔ پس ہم حق بجانب ہیں یہ کہنے پر کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی جس شان کی مسیح نے خبر دی تھی اس شان نے اسی زمانے میں ظاہر ہونا تھا جس زمانے میں امت محمدیہ میں مسیح نے ظاہر ہونا تھا۔ پس کیسی مناسبت ہے۔ کوئی بات قرآن کی طرف منسوب نہیں کی جا رہی جو قرآن نہیں کہتا۔ پس دو مثالیں اتنی کھلی کھلی واضح الگ الگ حالات پر اطلاق پانے والی ہیں کہ بیک وقت ان کا اطلاق ہو نہیں سکتا۔ مگر ساتھ ہی مسیحیت کی پیشگوئی کی وجہ سے جو مسیح نے محمد رسول اللہ کے متعلق فرمائی اور حضرت محمد رسول اللہ نے اس مسیح کے متعلق اپنی امت میں آنے کی خبر دے دی۔ ان مضامین کو جب آپ اکٹھا دیکھتے ہیں تو وہ باتیں نکلتی ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ ہم ہی ہیں وہ آخرین کے دور میں پیدا ہونے والے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ برکتیں پائیں۔ ہم ہی ہیں جو ان صحابہ کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں جن کو آخرین ہونے کے باوجود اولین سے ملایا گیا تھا۔ اور ہم وہ خوش نصیب ہیں جو سو سال کے بعد پیدا کئے گئے ہیں۔ اس زمانے میں پیدا کئے گئے ہیں جب مسیح موعود کی سو سالہ تاریخ اول سے آخر تک دہرائی جا رہی ہے وہ ساری برکتیں اللہ تعالیٰ ہمیں عطا فرما رہا ہے۔

روزمرہ کی پانچ وقت کی نمازوں کا قیام کرنا یہ قرآن کریم کے پیغامات کی جان ہے اور اگر مسلمان اس بات پر قائم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دنیا میں مسلمانوں کی اصلاح کا ایک ایسا نظام جاری ہو جائے گا جس سے خدا کے فضل سے اسلام کو وہ پرانی کھوئی ہوئی ظاہری عظمت اور شوکت بھی مل جائے گی کیونکہ ظاہری عظمت اور شوکت کا اصل تعلق اندرونی روحانی عظمت اور شوکت سے ہے۔

میں نے اپنی خلافت کے بعد پہلے خطاب میں جماعت کو متوجہ کیا تھا کہ یاد رکھو یہ غیر معمولی زمانہ جس میں ہم داخل ہوئے ہیں۔ بیاسی (۱۸۸۲) میں پہلا ماموریت کا الہام ہوا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو۔ اور بیاسی (۱۹۸۲ء) ہی میں اللہ تعالیٰ نے مجھے منصب خلافت پر فائز فرمایا۔ یہ میری شان نہیں ہے کیونکہ میں تو اپنے آپ کو ہرگز اس لائق نہیں سمجھتا میں اس خلافت کے دور کی بات کر رہا ہوں اس خلافت کے آغاز سے جس پہ خدا نے مجھے قائم فرمایا۔ اس خلافت کے دور سے وہ ساری تاریخ بیاسی سے لے کر آخر تک دہرائی جا رہی ہے اور دہرائی جائے گی۔ وہ ساری برکتیں جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا کرنی شروع کی تھیں یہ اسی دور سے تعلق رکھتی ہیں۔ سب اس میں شریک ہیں۔ میں نہیں، آپ سب۔ وہ ساری جماعت جسکو خدا نے آغاز سے لے کر آخر تک کے لئے ان برکتوں کو دیکھنے کے لئے چن لیا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے ہم میں سے کتنے ہیں جو کتنی برکتیں دیکھیں گے۔ مگر دعا ہمیں یہی کرنی چاہئے کہ ہم میں سے بھاری تعداد ایسی ہو جو بیاسی (۱۹۸۲ء) سے لیکر آخر تک کم از کم ۲۰۰۸ء سال تک زندہ رہ کر اللہ کے فضلوں کے گواہ بنتے رہیں۔ اور یہ وہ مبارک عظیم دور ہے جس میں سے ہم گذر رہے ہیں اس کا شکر کا حق کیسے ادا ہو سکتا ہے۔ ناممکن ہے یہ وہ جادو ہے جو میں کہہ رہا ہوں جس کے نشے میں ہم چل رہے ہیں اور یہی وہ جادو ہے جو حقیقت بن کر دنیا کی تقدیر بدلے گا۔ آپ پر اس جادو کا نشہ طاری ہے تو یاد رکھیں کہ پھر اس سے دنیا میں بھی تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔ اس روح کے ساتھ آپ ترقی کی اس راہ پر آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں۔ دشمن تکلیفیں پہنچاتا ہے پہنچاتا رہے فضلوں کی راہ نہیں روک سکتا۔ نہیں روک سکا نہیں روک سکے گا جو چاہے کر لے۔ لیکن آپ وفا کے ساتھ اس راہ پر قدم رکھتے رہیں۔ اس سے قدم ہٹائیں نہیں۔ میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ ہر آنے والا دن ہمارے لئے اور برکتیں لے کے آئیگا ہر آنے والا ہفتہ ہمارے لئے اور برکتیں لے کے آئیگا۔ ہر آنے والا مہینہ ہمارے لئے اور برکتیں آسمان سے اتارتا چلے گا۔ ہر آنے والا سال برکتوں کے ساتھ ہمارا خیر مقدم کریگا۔ ہر جانے والا سال برکتیں چھوڑ کر ہمارے لئے جائیگا۔ یہ عظیم دور ہے جس میں سے ہم گذر رہے ہیں۔ پس خدا کے شکر کے گیت گاتے ہوئے اس کی حمد و ثناء کرتے ہوئے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جاؤ کوئی نہیں جو تمہاری راہ روک سکے۔ خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:

(وہ جو باہر کے ملکوں میں اس وقت جمعہ کا خطبہ سن رہے ہیں ان کی اطلاع کیلئے میں بتاتا ہوں کہ وہ جو جشن کے عالمی پروگرام ہیں ان کی کچھ جھلکیاں انشاء اللہ جمعہ کے بعد بھی دکھائی جائیں گی اس لئے ٹیلی ویژن فوراً بند کر کے رخصت نہ ہو جائیں۔)

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل یکم تا ۶/ اپریل ۱۹۹۴ء)

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت سے کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو تاریخ اشاعت کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کر دیں۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیت نمبر ۱۴۹۶۲: مَیں رحمت عبدالرحمٰن زوجہ مکرم اے۔ پی وی عبدالرحمٰن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن پینگاڈی ڈاکخانہ پینگاڈی ضلع کنانور صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۵/۹۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ مَیں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری موجودہ جائیداد کی قیمت درج ذیل ہے۔

حق مہر جو مَیں نے وصول کر لیا ہے ۔۔۔۔ ۱۰۰۰۰ روپے

زیور طلائی ہار کانٹے چوڑی کل وزن

۱۶۰ گرام موجودہ قیمت بحساب ۴۵۰/- فی گرام ۔۔۔۔ ۷۲۰۰۰

ایک پلاٹ رقبہ ۳۰ سینٹ واقع پینگاڈی موجودہ قیمت ۔۔۔۔ ۲۰۰۰۰۰

کل میزان:۔۔۔ ۔۔۔۔ ۲۸۲۰۰۰

مَیں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے مبلغ ۱۵۰۰/- روپے ماہوار جیب خرچ ملتے ہیں۔ مَیں تا زیست اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو جو بھی ہوگی داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی اگر اس کے بعد مَیں کوئی مزید جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
عبدالرحمٰن اے پی۔ وی	ایس۔ وی رحمت	محمد اسماعیل
پینگاڈی کیرلہ	عبدالرحمٰن	کیرلہ

وصیت نمبر ۱۴۹۶۳: مَیں محمد انیس ولد مکرم ایم۔ ایم محی الدین صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال تاریخ بیعت ستمبر ۱۹۹۰ء ساکن کوچین ڈاکخانہ کوچین ضلع ارناکلم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۹/۹۲ درج ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ چار ہزار روپے ہے۔ مَیں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
جلال الدین نیرّ	محمد انیس	سی کے ظفر اللہ
ناظر بیت المال آمد	کوچین	سیکرٹری مال

وصیت نمبر ۱۴۹۶۴: مَیں محمد یٰسین ولد مکرم ایم ایم محی الدین صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ سروس عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ستمبر ۱۹۹۰ء ساکن کوچین ڈاکخانہ کوچین ضلع ارناکلم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰/۹/۹۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

مَیں وصیت کرتا ہوں کہ میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت جائیداد ذاتی مکان کی صورت میں ہے جو کہ حال ہی میں بنایا گیا ہے مکان بشمول زمین ساڑھے تین لاکھ روپے مالیت کا ہے۔ میرا گزارہ ماہوار سروس کی آمد پر ہے جو ۲۲۰۰/- روپے ماہوار ہے مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد پر ۱/۱۰ حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
جلال الدین نیرّ	محمد یٰسین	ایم ایم محمد انیس
ناظر بیت المال آمد	کوچین	صدر جماعت

وصیت نمبر ۱۴۹۶۵: مَیں پی اے ساجد ولد مکرم پی اے ابوبکر قوم احمدی پیشہ بزنس عمر ۳۱ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۹۰ء ساکن کوچین ڈاکخانہ کوچین ضلع ارناکلم صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۱/۹۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

مَیں وصیت کرتا ہوں کہ میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد ایک مکان ہے جو اس وقت زیر تعمیر ہے۔ تعمیر کی تکمیل ہونے پر اس کی مالیت سے اطلاع دی جائے گی جس پر میری وصیت حاوی ہوگی۔ میرا گزارہ ماہوار آمد بصورت بزنس ہے۔ مجھے بصورت بزنس یا تجارت مبلغ سات ہزار روپے ماہوار آمد ہو رہی ہے۔ مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد پر ۱/۱۰ حصہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا اور کوئی جائیداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ایم ایم محمد انیس	پی اے ساجد	جلال الدین نیرّ
	کوچین	ناظر بیت المال آمد قادیان

وصیت نمبر ۱۴۹۶۶: مَیں سیدہ نصیرہ خاتون زوجہ مکرم سید بشیر الدین احمد صاحب قوم سید پیشہ امور خانہ داری عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۱/۹۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ مَیں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ و غیر منقولہ جائیداد درج ذیل ہے جس کی قیمت درج کر دی گئی ہے۔

(۱)۔ طلائی زیور کان کے جھمکے ۴ گرام موجودہ قیمت ۱۸۷۸ روپے

(۲)۔ حق مہر ۱۲۰۰/- روپے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر مَیں کوئی جائیداد اس کے علاوہ اپنی زندگی میں پیدا کروں گی تو اس کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی میری کوئی ذاتی آمد نہیں مَیں اپنی حیثیت کے مطابق خورد و نوش (کھانے پینے) کے اخراجات پر ماہوار مبلغ ۲۰/- روپیہ حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی انشاء اللہ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
شریف احمد قادیان	سیدہ نصیرہ خاتون	سید بشیر الدین احمد
	قادیان	قادیان

اے نسیمِ سحر اُن کو جاکر بتا

مکرم نور الدین سلیمی صاحب
([illegible] پاکستان)

اپنے مقصدِ حیات سے سچی لگن اور محبت رکھنے والے لوگ ہمیشہ سدا بہار پھولوں کی طرح کھلتے رہتے ہیں۔ زندگی کا آبِ حیات موت کے پیالے سے قطرہ قطرہ کشید ہو کر ملتا ہے۔ جو اس زہراب کو صبر اطمینان وجدان سے پی گیا ہمیشہ کے لئے امر ہو گیا۔ دُنیا کی کوئی طاقت اُس کو صفحۂ ہستی سے نہیں مٹا سکتی۔ اپنے مقصدِ حیات سے سچی لگن اور سچی محبت وہ جذبہ اور جرأت عطا کرتی ہے جو انسان کو بڑی سے بڑی قربانی کے لئے ہر دم تیار رکھتی ہے۔

حضرت بلال حبشی نے جب اپنے آقا اور روحانیوں کے سردار کی غلامی میں احد۔ احد کا نعرہ بلند کیا تو دُنیا کا کوئی جبر۔ ظالم کا کوئی بھی ظلم انہیں اپنے مقصدِ حیات اور عقیدے سے ایک انچ بھی پیچھے نہ ہٹا سکا۔ جس قدر اُن پر ظلم تیز ہوتے وہ اُس سے زیادہ شدت سے "احد۔ احد" کا نعرۂ مستانہ بلند کرتے اور اُن کے جسم کا ہر ایک ذرہ یہ پیغام دیتا نظر آتا تھا ؎

دیکھ میری وفا کو نہ تو آزما
ہے عقیدت کا اعجاز بالکل جدا
یوں چیختی ہے "احد" کی بلالی صدا
جسم اور جان کب سے جدا ہو گئے

پھر چشمِ فلک نے وہ منظر بھی دیکھا کہ مکّہ کے ظلم کرنے والے لوگوں کے لئے بلال کے جھنڈے کے نیچے امن کی ضمانت تھی۔ ہاں وہی حبشی بلال جس کو ظالم مکّے کی گلیوں میں گھسیٹا کرتے تھے۔ ہاں اُسی غلام بلال کو وسیع و عریض اسلامی سلطنت کے جلیل القدر فرماں روا اور دوسرے خلیفہ حضرت سیدنا عمر فاروق "ہمارے سیدنا بلال" کہہ کر بلایا کرتے تھے۔ اپنے مقصدِ حیات کے لئے کیا عظیم لگن تھی اور کیا عظیم رفعت نصیب ہوئی اُسی حبشی غلام کو۔

اپنے مقصدِ حیات کے لئے سچی لگن اور قربانی کا جذبہ ایک ایسا مینارۂ نور ہے جس کی روشنی ہمیشہ چراغِ راہ کا کام دیتی ہے۔ یہ وہ جذبہ ہے یہی وہ یقین ہے جو مصائب کے دریا عبور کرنے کا حوصلہ دیتا ہے اور نفرت کے شعلوں میں بے دھڑک کود کر پار اُترنے کی صلاحیت عطا کرتا ہے۔ پھر دُنیا کا کوئی خوف جبر یا لالچ ان کو اپنے مقصد سے ایک انچ پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔ صاحبزادہ عبداللطیف شہید امیر کابل اور اہلیانِ کابل کے واسطے بہت ہی معزز ہستی تھے۔ بادشاہ کی رسمِ تاج پوشی آپ ادا کیا کرتے تھے اور آپ کی ہستی نہایت ہی قابلِ احترام سمجھی جاتی تھی۔ لیکن جب آپ نے امیرِ کابل کی طرف سے عطا کردہ دُنیاوی تاج اُتار کر حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی غلامی کا زیور اپنی جبیں پر سجا لیا تو پھر چشمِ فلک نے یہ عجیب منظر دیکھا کہ وہ پھولوں ایسا شہزادہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا گیا۔ آخری وقت تک طمع لالچ خوف اور ظلم کے ہر حربے سے آپ سے اپنے مقصدِ حیات سے پیچھے ہٹانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی مگر اس کے پائے استقامت میں ذرہ بھر بھی لغزش نہ آئی۔ اس طرح ناکامی کے بعد کمر تک زمین میں گاڑا گیا۔ اور پھر پتھروں سے سنگساری کا عمل شروع ہوا۔ دیکھتے دیکھتے یہ پاک وجود پتھروں کے ڈھیر تلے دب گیا۔ جب آپ کے مرشد و آقا کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ "اے عبداللطیف تجھ پر ہزاروں رحمتیں نازل ہوں۔ تو نے میری زندگی میں اخلاص کا وہ نمونہ دکھایا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میرے بعد آنے والے کیا کریں گے؟" کیا سچی لگن تھی اور کیا قربانی پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ قربانی کے یہ فن اور ہنر اِس شہزادے سے کوئی سیکھے۔ یہ اپنے مقصدِ حیات کے لئے جذبے کی معراج ہے۔ اور اس کی تمنا ہمیشہ اہلِ صدق و وفا کرتے رہیں گے۔ یہ وہ مقام ہے جس پر بلاشبہ رشک کیا جاسکتا ہے قربانی کے اصل فن کو جس نے اپنا لیا۔ جو اپنے مقصدِ حیات کی سچائی پر چٹان کی طرح ڈٹ گیا۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ وہ ذرہ بھی اختر بن کر چمک اُٹھا اور آسمانِ محبت پر ستاروں کی طرح جگمگاتا نظر آیا۔ یہی وہ جذبہ ہے یہی وہ جوش ہے کہ بظاہر مٹی کے ذرہ کی طرح حقیر لوگ، پھر اُن کی صحبت میں ہاں اُسی پیارے امام ہستی کی خدمت میں نسیمِ سحر کی معرفت ہواؤں کے دوش پر یہ پیغام دیتے نظر آتے ہیں ؎

اے نسیمِ سحر اُن کو جاکر بتا
تیری چاہت میں ذرہ بھی اختر بنا
ایک کے بعد دوجا لطیف آگیا
تیرے عشاق تجھ پر فدا ہو گئے

قریشی عبدالرحمٰن ہوں یا عبدالحکیم اکرو۔ ڈاکٹر عقیل ہوں یا بابو عبدالغفار۔ ڈاکٹر عبدالقدوس ہوں کہ چوہدری عبدالحمید۔ چوہدری عبدالرزاق ہوں یا نصیر احمد سلوی۔ کتنے نام گنوں اور کن کن کا میں ذکر کروں؟ یہ اسی منزل کے راہی تھے یہ وہ بظاہر حقیر ذرے تھے جو اُن کی چاہت میں ستاروں کی طرح جگمگا اُٹھے۔ اِن جاں نثاروں نے اور اِن جیسے دوسرے بہت سے عظیم جاں نثاروں نے اپنے لہو سے وہ تاریخ رقم کی ہے کہ صدق و وفا کا یہ راستہ اِس روشنی سے ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ اس طرح ان کے پیارے امام کی بات عجیب شان سے پوری ہوئی کہ "میں نہیں جانتا کہ میرے بعد آنے والے کیا کریں گے"۔ اپنے ماننے والوں کا یہ صدق و وفا یقیناً ان کے لئے باعثِ اطمینان ہوگا۔ وفا کے ان سفیروں نے ایسے چراغ روشن کئے ہیں جن کی لَو کبھی مدھم نہیں ہوگی۔

اپنے موجودہ عظیم امام کی قیادت اور راہنمائی میں محبت کی روشنی کو مزید عام کرنے کے لئے ایک نیا عزم اور ولولہ ہے۔ رفتار تیز کرنے کے مصمم ارادے ہیں۔ محبت کی یہ آواز فضاؤں کو چیرتی ہوئی ہر جگہ اور ہر مقام پر پہنچ رہی ہے کوئی مصنوعی چھتری فضل و کرم کی اس برسات کو نہیں روک سکے گی اس لئے اس عزم کو پختہ کرتے چلیں ؎

جب تک سانسوں میں ہے دم
تم رفتار نہ کرنا کم
پیچھے مڑ کر مت دیکھو
منزل ہے دو چار قدم

اے ہمسفرو! وفاؤں کے کھیت سرسبز و شاداب رکھنا۔ پہلے جو گذر گئے انہوں نے اپنے خون سے اس کی آبیاری کی۔ اب کبھی کسی قسم کی کوتاہی سرزد نہ ہو۔ موقع محل کی مناسبت سے یہ سلسلہ جاری و ساری رہے۔ جہاں خونِ دل کی ضرورت ہو وہاں خونِ دل اور جہاں آنکھوں کی برسات کی ضرورت ہو وہاں آنکھوں کی برسات۔ عارضی دقتوں اور مشکلات سے مت گھبراؤ یہ تو عزم کو مزید پختہ کرنے کے لئے مہمیز کا کام دیتی ہیں۔ خوشبو کا راستہ راہوں کے پیچ و خم بھلا کیسے روک سکیں گے؟ محبت، صدق اور سچائی کا سفر خوشبو کا سفر ہے اور یہ راہوں کے موڑ اور ترامیم سے بے نیاز اپنا راستہ خود متعین کر لیتی ہے۔ اس لئے اپنی کوشش اور سعی کو انتہا تک لے کر چلنا ہے۔ یہ کتنی عظیم سعادت ہے کہ کامرانی کی گھڑی کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں اور اس سے بھی عظیم سعادت یہ ہے کہ اس کامرانی کے لئے ہم نے بھی مقدور بھر کوشش کی اور طاقت کے مطابق اس میں پورا پورا حصہ لیا۔ وہ عظیم ہستی تو فیاضی کے بہانے ڈھونڈھا کرتی ہے۔ بہانے ان معنوں میں کہ اس کی راہ میں کوئی اُٹھ کر قدم تو بڑھائے۔ اور مناسبِ حال کام کرنے کے لئے چل نکلے۔ پھر بوجھ بھی وہ خود کم کر دیتا ہے۔ محنت کو اس کی مقدار سے کئی ہزار گنا زیادہ پھل عطا کرتا ہے۔ منزل سمٹ کر قریب دکھائی دینے لگتی ہے شرط صرف یہی ہے کہ خود انسان کے بس میں جو کچھ ہو۔ جو اس کی طاقت کے اندر ہو وہ سب سچے دل اور نیک نیتی سے کرتا چلا جائے۔ دیکھتے ہی دیکھتے مشکلات ختم ہونا شروع ہو جائیں گی اور منزل قریب سے قریب تر ہوتی چلی جائیں گی۔ اگر ہر دل ہر ذہن یہ عزم کر لے مصمم ارادہ کر لے تو بظاہر خواب نظر آنے والے دھندلے مناظر بہت جلد حقیقت کا روپ دھار لیتے ہیں ؎

اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

درخواست دُعا

مکرم فاروق احمد خان صاحب ولد مکرم منیر احمد خان صاحب جماعت احمدیہ یاڑی پورہ (کشمیر) اپنی اور اپنے اہل و عیال کی پریشانیوں کے ازالہ کیلئے دینی و دنیوی ترقیات نیز وطن کی خدمت کرنے کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (اعانت بدر ۵۰/- روپے)

(امیر جماعت احمدیہ قادیان)

اذکروا موتاکم بالخیر

مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب قریشی مرحوم مغفور کشمیر

از مکرم شیخ عبد الحمید محمود صاحب چنار سٹوڈیو سوپور کشمیر

وادی کشمیر کے شمالی مغربی علاقہ رامحال کے پہلے احمدی یوں بھی کم آمیز تھے۔ صدمت نے گھر دیکھ لیا۔ پہلے باپ اور پانچ بھائی پھر چار بیٹے اور ماں گیارہ پیہم سنگین حادثات نے انہیں منزلِ عرفان کے آس پاس پہنچا دیا۔ مرکز احمدیت قادیان سے دائمی تعلق پختہ کرنے کی لگن جوان ہوتی گئی۔ آزمائش جاری رہی سات پشتوں کے بعد اوپر نیچے چار بیٹیاں آگئیں اُس لگن میں دُعا کی۔ مقبول ہوئی۔ اُوپر نیچے تین بیٹے عطا ہوئے۔ رفیقہ حیات سے وفا مانگی۔ اُس اسم بامسمیٰ بنت ہاجرہؓ محترمہ امۃ الوہاب نُور نے بلا تامل سرِ تسلیم خم کیا۔ اتفاق سے ماتو مو۔ بڑی بیٹی محترمہ کنیز فاطمہ اور دو کم سن بچے لے کر قادیان پہنچے۔ اور آقائے نامدار حضرت مصلح موعودؓ کے حضور پیش کر دئے۔ سپردم بہ تو مایۂ خویش را۔ اور اس نرالی شان سے ۱۹۳۹ء میں خلافت ثانیہ کا جشن سلور جوبلی منایا۔ داماد ہونے کے لئے اپنے ہم نام خوش خصال کرم میاں عبد اللطیف صاحب (برادر بزرگ مولوی محمد تقی صاحب) محلہ دار الرحمت قادیان کو پسند کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے دعاؤں سے نواز دیا۔ آج آپا جان اُن کے دو بیٹے عزیزان لطیف اور شریف اور بڑی بیٹی عزیزہ طاہرہ بیگم ڈاکٹر گلزار احمد صاحب کیلیفورنیا امریکہ میں چھوٹی بیٹی عزیزہ بشریٰ بیگم مکرم آغا طاہر شمیم ہملٹن کینیڈا میں اور بڑے بیٹے میاں سعید احمد صاحب پروفیسر انجینئرنگ کالج لاہور میں ہیں۔ بھائی جان مکرم عبد المجید ناصر صاحب شاہنواز لمیٹڈ کراچی میں ہیں۔ اور راقم الحروف عبد الحمید محمود چنار سٹوڈیوز سوپور کشمیر پر حضرت اُم المومنین بیگم حضرت مصلح موعودؓ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بروح القدس کے والستہ اتنے انعام اکرام ہیں کہ اپنے نفس کے شر کے خوف سے اظہار تشکر ناممکن ہے۔ والستہ مظہر اکرام ۹ ر دسمبر ۹۱ء کو جلسہ قصبہ قادیان میں حضوری کا قطعی لاثانی خواور حضرت اقدس احمدؒ کے عشق میں حضور لندن سے اس غلام کے نام مقدس مکتوب مورخہ ۹۲/۷ ۲۷ پر دستخط مرزا طاہر احمد ہیں۔ سبحانک للٰک روحی و جنانی۔

والد کرم مولوی عبد اللطیف صاحب قریشی مرحوم کی سوانح حیات حضرت مصلح موعودؓ کی دعاؤں اور غلام پروری سے عبارت ہے۔ جو حضرت پسر مصلح موعودؓ ایدہ اللہ تعالیٰ بروح القدس نے ازراہِ الطاف خسروانہ اس غلام ابن غلام راقم الحروف کے نام اپنے مبارک مکتوبات عالیہ میں اتمام نعمت فرماتے ہوئے تمام کر دی ہے۔

"مجھے یاد ہے آپ کے والد صاحب جب تک ہمارے گھر میں رہے اکثر وقت دعا، تلاوت اور عبادت میں گزرتا تھا۔" (۸۷/۱۱ ۲۷)

"مجھے اچھی طرح آپ کے والد صاحب بزرگوار کا چہرہ یاد ہے۔ بہت نیک کم گو اور فرشتہ سیرت انسان تھے۔ اپنے کاموں میں دن رات معروف رہتے تھے۔" (۹۲/۷ ۲۷)

"وہ قادیان کی بہت سی یادیں آپ کے خط سے زندہ ہو جاتی ہیں۔ اور آپ کے بزرگ باپ کا چہرہ بھی آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ وہ ایک خاص قسم کے لوگ تھے جیسے اب دنیا میں شاذ ہی پیدا ہوتے ہوں گے۔ اپنے نفس کو کلیتہً مارے ہوئے مولا کے در کے فقیر بن کر بیٹھے ہوتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اُن کی دعاؤں اور نیکیوں کو آپ کے حق میں اور آپ کی اولاد کے حق میں رحمتوں و برکتوں کی صورت میں نازل فرماتا رہے۔" (۹۲/۸ ۱۹)

عرض کیا حضور والد مرحوم کے آپ کے نزدیک اس مقام میں والدہ مرحومہ کی کامل وفاداری۔ ایثار اور قربانی بھی شامل ہے اور تفصیل میں رفاقت حیات در حلت کا واقعہ پیش کرتے ہوئے ۹۲/۷ ۲۱ کے عریضہ میں لکھا کہ "آرزو ہے حضور اس بنت ہاجرہؓ کے لئے بھی مغفرت اور عقبیٰ میں رفاقت کی دعا فرمادیں۔

تاکہ اسی بے غلام کے سر سے اس قرض کا بوجھ اُتر جائے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف! جیسا کہ خاندان اقدسؑ کا خاصہ ہے۔ اُترن کا سوال کیا تھا خلعتِ فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔ شکوکما منہ۔ مرلیقی الفاظ۔ تشکر کے دونوں متحمل نہیں۔ مولا کریم عرشِ عظیم پر بلند مراتب عطا فرمائے۔ آمین

حضور انور نے اپنے مکتوب گرامی مورخہ ۲۷ ہجرت ۱۳۷۱ ہش ۸-۱۹ لندن میں ارشاد فرمایا کہ:-

"آپ نے اپنی والدہ اور والد محترم کی وفات کا جو واقعہ لکھا ہے اس سے میں بہت متأثر ہوا ہوں۔ تمام عالمگیر جماعت سے خدا تعالیٰ کا جو غیر معمولی تعلق ہے یہ واقعہ اس سلسلہ کی بڑی اہم گواہی ہے۔ میں ایسے واقعات سلسلہ کے لٹریچر میں جمع کروا رہا ہوں۔ اس واقعہ کو باضابطہ گواہوں کے ساتھ یا اگر ایسی گواہیاں میسر نہ آئیں تو صرف اپنی گواہی کے ساتھ ہی الگ صاف لکھ کر بھجوا دیں تاکہ اس اہم تاریخی ریکارڈ میں اُسے بھی شامل کیا جا سکے۔"

رفاقت حیات و ممات

سن ۱۹۶۵ء کا خزاں اس برصغیر کے لئے پیغام جنگ لایا تو جاتے ہوئے دُنیا بھر کے نیک نفوس اور عالمگیر جماعت احمدیہ کو حضرت مصلح موعودؓ کی رحلت کا نوحہ دے گیا۔ والد صاحب مولوی عبد اللطیف قریشی صاحب مرحوم کو یقین تھا کہ کئی پروانے شمع معرفت کے پیچھے ہولیں گے۔ پھر آہ بھر کر کہتے "بھائی عبد اللہ الہ دین بھی گئے" وادی کشمیر میں موسم سرما کی شدت کے تین درجے ہیں۔ ۲۱ر دسمبر سے ۳۰ر جنوری تک "چلہ کلاں" چالیس دن۔ پھر ۱۹ر فروری تک "چلہ خورد" بیس دن اور آخر فروری تک دس دن "چلہ بچہ" موسم سرما میں شدت کے ساتھ نقاہت بڑھنے لگی۔ ماہِ صیام آیا تو روزے بھی شروع کر دئے۔ جماعت احمدیہ ایسی مرگ المعروف۔ ہیپہ مرگ۔ اُن کی مساعی جمیلہ سے قائم ہوئی تھی جو ہلم افراد پر مشتمل تھی مگر تین کوہ گراں ہودر۔ گز بھر برف پڑ گئی۔ آمد و رفت مسدود ہو گئی۔ گالیاں دینے والے دشمن بھی انہیں علاقہ کی معزز ترین ہستی مانتے تھے (فائل وصیت ۸۱۵۵ حصہ قادیان) اور [illegible] کہنے والے "غوث قطب اور ولی اللہ" ماننے لگے (فائل وصیت ۸۱۵۵ حصہ ربوہ) پوچھنے آئے جنازہ کون پڑھے گا؟ بڑی غیرت سے جواب دیا "جس خدا نے عمر بھر رفاقت کی ایک سے ہم بنایا کیا وہ رفیق اعلیٰ آخری وقت میں چھوڑ دے گا؟ تم اپنی فکر کرو۔" بیعت کی دعوت دی۔ ایک بڑھیا نے عجیب و غریب بیعت کی "میں جاہل ہوں اتنا جانتی ہوں جو بھائی کا ایمان ہے وہی میرا ہے۔ مجھے اُن کے ساتھ سمجھو یہ میرا فیصلہ ہے" زندگی بھر کافر۔ زندیق۔ ملحد و دجال کہنے والوں نے اپنے گناہ بخشوانے پھر لینے دینے کے بارہ میں پوچھا۔ جواب دیا "جس نے لینا ہے بتائے اور لیجائے۔ جس نے دینا ہے۔ توفیق ہے تو دے جائے میں نے سب کو معاف کیا۔" علاقہ بھر کے تیموں کی ماں سینکڑوں کو یسرنا القرآن پڑھانے والی مسکینوں، بیواؤں اور غریبوں کی غمگسار صالحہ "استانی جی" والدہ مکرمہ امۃ الوہاب نور ازدواجی رفاقت کے ۵۵ ویں سال کے شدید موسم سرما "چلہ کلاں" میں ۱۳ر جنوری ۱۹۶۶ء بمطابق بیسویں ماہ صیام۔ بروز جمعرات (یوم خمیس سفر کے لئے مبارک دن) صبح اُٹھیں غسل کیا دلہنوں جیسا سرخ جوڑا پہنا اور دلہنوں جیسے ہی رکھ رکھاؤ کے ساتھ آئین سرما کے خلاف ایک چار پائی پر بیٹھ گئیں۔ کچھ شرم و حیا کچھ ناز و انداز اور کچھ بڑھاپے میں نوجوانی کے اپنے اس انداز پر خود ہی تعجب اور مودب شوخی سے والد صاحب کو اصرار کر کے اپنے پاس بلایا۔ پاس چار پائی پر بٹھایا وجہ التفات پوچھی تو بخشش اور رحلت کی اجازت طلب کی۔ والد صاحب جذباتی ہو گئے تو پیار سے یہ سمجھا کر قائل کر دیا کہ خوش نصیب ہے وہ بیوی جس کی کفن دفن سے ستر پوشی اُس کا خاوند خود کرے۔ والد صاحب نے قائل ہوتے ہوئے بمشکل کہا "اچھا نیک بخت! مگر ایک رات کے فرق سے میں بھی پہنچا" دونوں نے ایک دوسرے کو بخش دیا۔ ہر خطا معاف! پھر دعا کی خواہش کی تو والد صاحب نے اجتماعی دعا کی سبھی اہل خانہ شریک ہوئے۔ پھر والدہ صاحبہ نے الگ سے کوئی دعا کرنے کے لئے ہاتھ اُٹھائے۔ اُن کی ملاقات کے لئے جنہیں دیکھے ستمبر ۱۹۶۵ء سے آنکھیں ترس گئی تھیں بڑے بیٹے مجید ناصر صاحب کراچی اور بڑی بیٹی محترمہ کنیز فاطمہ داماد اور اُن کے بچے آخری ملاقات؛ مگر نقاہت سے ہاتھ گر گئے۔ دو بارہ اُٹھائے دو بارہ گر گئے۔ سمجھ گئیں نقاہت نہیں۔ تیسری بار نہ اُٹھائے۔ بڑے پیار سے اپنے مولا کی عزت و عظمت کی خاطر فرمایا "میں اپنے مولا کو

آزمانا نہیں چاہتی ..... اچھا اجازت؟ ہاتھوں کو اسی طرح گھٹنوں پر رکھ کر ان پر چہرہ اور پیشانی ٹکا دئے۔ دُلہنوں کی طرح مدہم شوخ شرمیلی ہنسی۔ اپنی کامیابی پر نازاں آخری خوش فعلی ہنستے ہوئے۔ ایک عجیب آواز پیدا ہوئی اور واصل حق ہوگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

صبح کے نو بج رہے تھے۔ والد صاحب نے اقربا کو اطلاع دی۔ دو قبروں کا بندوبست کیا۔ دو کفن منگوائے۔ دونوں کے لئے خیرات کا سامان منگوایا۔ پانچ فٹ برف کے باوجود سات گاؤں سے اقربا اور تمام نیک نفس مخالف بھی پہنچ گئے۔ اپنی رفیقہ حیات کی تکفین و تدفین کے بعد حکم دیا کہ میرے اپنے (افرادخانہ) کلمہ شریف کا ورد شروع کردیں اور تب تک کوئی نہ جائے جب تک کلمہ شریف کا ایک لاکھ بار ورد مکمل نہ ہوجائے۔ ورد شروع ہوا۔ کسی کی صدمہ سے ہچکیاں بندھ گئیں، کسی کے دانت اوپر تلے آپس میں جم گئے۔ مگر آہ و بکا لبوں سے نکلنے نہ دی۔ روز جمعہ ورد جاری رہا۔ نماز جمعہ کے بعد پھر جاری رہا۔ دوسرا دن اور رات ورد جاری رہا۔ دو بیٹیاں پانچ بار بے ہوش ہوئیں مگر صدائے جزع ابدا لبوں سے نکلنے نہ دی۔ اتنی شمعیں کب تھیں جتنی روشنی محفل میں تھی۔ دوسری بڑی بیٹی کی گود میں پناہ گزیں تھے۔ شمار اسی ۸۰ ہزار سے اوپر گیا تو سکون کی سانس لی۔ نیچے کھسکے۔ مطلع الفجر کے بعد روزہ کھول دیا شمار نوے ۹۰ ہزار پر پہنچا تو ادھر نیچے کھسک کر اپنا سر بیٹی کے زانو پر رکھ لیا۔ بچانوے پر چہرہ ڈھانپ لیا۔ اطمینان اور آسودگی سے چھیانوے ۹۶ سُنا۔ ستانوے ۹۷ بھی پکار اگیا اور اٹھانوے ۹۸ بھی اور ننانوے ۹۹ بھی اور جب یہ خوشخبری سنانے کے لئے کہ ایک لاکھ بار کلمہ شریف کا وِرد مکمل ہوگیا ہے چہرہ سے پردہ ہٹایا تو اس ورد کے جلو میں وہ وفا شعار واصل حق ہوکر مغفرت کے پردہ میں پناہ لے چکے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ سارے علاقہ کو قرآن مجید پڑھانے والا "استاد جی" بھی رخصت ہوگئے۔ خاکسار نے پیشانی پر بوسہ دیا۔ الوداع! اپنے آقا حضرت مصلح موعودؓ کے پیچھے پہلے رفیقہ حیات کو رخصت کرکے خود بھی پیچھے ہو لینے والے باوفا غلام وفادار خاوند ہمیں آغوش احمدیت میں ڈالنے والے شفیق باپ الوداع۔ کاش تیرے نقوش پا ہماری راہنمائی بھی کریں۔ اس سانحہ دو آتشہ نے شہرت پائی۔ اکثر دشمنوں نے بھی خوش بختی قرار دیا۔ زندگی میں کافر کہنے والے سب ہی آئے۔ خاکسار نے انہیں اختیار دیا کہ چاہو تو ہمارے ساتھ نماز جنازہ پڑھو چاہے الگ سے پڑھ لو۔ اکثر نے دونوں طرح پڑھی۔ برفانی علاقہ کے برفانی موسم کے شدید ترین حصہ میں اس شان سے نماز جنازہ۔ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر۔

بفرمان حضور ایدہ اللہ تعالیٰ "ایسے لوگ اب دنیا میں شاذ ہی پیدا ہوتے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اُن کی دعاؤں اور نیکیوں کو "ہمارے اور ہماری" اولاد کے حق میں رحمتوں اور برکتوں کی صورت میں نازل فرمائے"۔ آمین

"دونوں کبوتر ایک دن کے وقفے سے اُڑ گئے۔ آرزو ہے حضور انور اس بنت ہاجرہ کے لئے بھی مغفرت اور عقبیٰ کی رفاقت کے لئے دعا فرماویں تاکہ اس غلام کے سر سے اس قرض کا بوجھ اُتر جائے۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف"

(عریضہ ۹۳-۶-۲۱)

نشان۔ بہشتی مقبرہ قادیان۔ قطعہ نمبر ۷۔ کتبہ یادگاری نمبر ۸۱۲ مکرم مولوی عبداللطیف صاحب قریشی ہفرڈ۔ کشمیر وصیت نمبر ۸۱۵۵۔

درخواست ہائے دُعا

الحمد للہ ۹ اپریل کو سرینگر مشن میں ڈش انٹینا لگ گیا ہے۔ انشاء اللہ آہستہ آہستہ مرحلہ وار وادی کی دوسری جماعتوں میں بھی ایسا انتظام ہوجائے گا۔ افراد جماعت احمدیہ سرینگر نے مالی تعاون کے ساتھ ساتھ خدام نے کئی دن وقار عمل کرکے تمام ضروری اُمور کو پایہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔ اس کیلئے مکرم برکت احمد صاحب ریشی خصوصی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ آسنور کی جماعت بھی ڈش لگا رہی ہے۔ احباب کرام سے دعاؤں کی خدمت میں درخواست ہے۔ (غلام نبی نیاز مبلغ سلسلہ سرینگر)

☆ مکرم شبیر السلام صاحب ڈار حال مقیم سشمارہ کے ہاں پانچ لڑکیاں ہیں فرینہ اولاد نہیں ہے۔ قارئین بدر سے نرینہ اولاد اور نیکیوں تمے نیک صالحہ

غلام دین ہونے کے لئے نیز شملہ میں نامرآباد اور شورت کے بہت سے احمدی بھائی محنت مزدوری کرتے ہیں سب کے روزگار میں برکت اور صحت وسلامتی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۵۰/- روپے)

(محمد یوسف انور قادیان)

☆ مکرم چوہدری عمر دین صاحب مقیم امریکہ اپنی بڑی بیٹی عزیزہ رفعت النساء صاحبہ جو ان دنوں بیمار ہیں کی مکمل شفایابی اور صحت کاملہ کیلئے دردمندانہ دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (شیخ عبدالمومن قادیان)

☆ میرا بیٹا عزیز محمد رشید احمد دل کے عارضہ کی وجہ سے ہسپتال میں داخل ہے احباب کرام سے اپنے بیٹے کی شفاء کاملہ و عاجلہ کے لئے دردمندانہ درخواست دُعا ہے (اعانت بدر ۵۰/- صدقہ ۵۰/-) (محمد حشمت اللہ چنداپور۔ آندھرا)

☆ خاکسار نے امسال S.S.L.C کا امتحان دیا ہے امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے اور حصول علم و مشکلات آسان ہونے کے لئے احباب سے دُعا کی درخواست ہے۔ (زبیر احمد آمر تیماپوری۔ گلبرگہ)

وائس چانسلر صاحب ایگریکلچر یونیورسٹی لدھیانہ کی خدمت میں

قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ

ایگریکلچر یونیورسٹی لدھیانہ کے سابقہ وائس چانسلر مکرم جناب کھیم سنگھ صاحب گل کی وی سی کے عہدہ کی مدت مکمل ہونے پر مکرم امرجیت سنگھ صاحب رندھاوا وائس چانسلر کے اہم عہدہ پر فائز ہوئے۔ جماعت احمدیہ قادیان کی جانب سے ایک وفد ۲ اپریل کو لدھیانہ گیا اور وی سی صاحب سے ملاقات کرکے ان کے اس اہم عہدہ پر فائز ہونے پر جماعت کی طرف سے مبارکباد پیش کی۔ نیز موصوف کو جماعت احمدیہ کا تعارف اور جماعت کی پُر امن تعلیمات سے روشناس کروایا گیا۔ اور یہ بھی بتایا گیا کہ لدھیانہ شہر (جس میں یونیورسٹی ہے) جماعت احمدیہ کیلئے ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ موصوف کو حضور انور کے سکھ قوم سے پیار و محبت کے تعلقات کے بارہ میں بتایا گیا تو موصوف نے فرمایا کہ میں جب لندن جاؤنگا تو ضرور خلیفہ صاحب سے ملاقات کروں گا۔

موصوف کو قرآن مجید گورمکھی اور اسلامی لٹریچر کا تحفہ بھی پیش کیا گیا جو موصوف نے نہایت ہی خوشی سے قبول کیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی قیادت میں یونیورسٹی کو زیادہ سے زیادہ ترقیات عطا کرے۔ آمین

جماعتی وفد مکرم چوہدری محمد عارف صاحب ننگلی صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، مکرم گیانی تنویر احمد صاحب خادم، مکرم مجیب احمد صاحب اسلم، مکرم محمد اکرم صاحب گجراتی اور خاکسار پر مشتمل تھا۔

(خاکسار۔ عنایت اللہ نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ)

دُعائے مغفرت

● مکرمہ رحیمہ بی بی صاحبہ اہلیہ محمد علی شاہ صاحب مرحوم مورخہ ۳/۸/۹۴ بعد نماز مغرب اپنے مولیٰ حقیقی سے جاملیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کی مغفرت بلندی درجات اور جنت الفردوس کی وارثہ بننے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق پانے کیلئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر ۵۰/-) (شیخ ہارون رشید مبلغ سلسلہ بھدرک)

● خاکسار کی اہلیہ امۃ النصیر بیگم ۱۵ مارچ ۹۴ء کو کیرنگ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ کی مغفرت بلندی درجات اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق ملنے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(نثار الحق خان کیرنگ۔ اڑیسہ)

● خاکسار کے والد محترم سید فضل صادق صاحب آف خوردہ ۷ مارچ ۹۴ء رات پونے ۹ بجے مولائے حقیقی سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کی مغفرت بلندی درجات اور پسماندگان کے صبر جمیل کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(سید فضل احمد خوردہ۔ اڑیسہ)

ایرناکلم (کیرلہ) بھارت

جنوبی ہند احمدیہ ریجنل کانفرنس کا کامیاب انعقاد

رپورٹ مرتبہ :- مکرم مولانا محمد عمر صاحب فاضل انچارج مبلغ کیرلہ

خدا تعالیٰ کا بے حد فضل و احسان ہے کہ جنوبی ہند احمدیہ ریجنل کانفرنس مورخہ یکم، ۲، ۳ اپریل ۱۹۹۱ء کو کیرلہ کے نہایت خوبصورت شہر ایرناکلم میں شاندار رنگ میں منعقد ہوئی۔

اس کانفرنس کے انتظامات کیلئے مکرم عبدالرحمٰن صاحب کاکی ناڈ کی زیر نگرانی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس کی وجہ سے بفضلہ تعالیٰ تمام امور تسلّی بخش رنگ میں سر انجام ہوئے۔

پریس کانفرنس

مورخہ ۳۰ مارچ کو مقامی پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں ۲۱ اخبارات کے نمائندگان نے شرکت کی۔

اس کے دوسرے دن کیرلہ کے اخبارات نے پریس کانفرنس کے حوالے سے اس ریجنل کانفرنس کے انعقاد کے سلسلہ میں پروگراموں کے ساتھ خبریں شائع کیں اس سے کیرلہ کے طول و عرض میں کانفرنس کے بارے میں اطلاع پہنچ گئی۔ اسی طرح اشتہارات و بینرز کے ذریعہ تشہیر کی گئی۔

نیز ہزاروں کی تعداد میں انگریزی اور ملایالم زبانوں میں علامت خسوف و کسوف کا ذکر کر کے اس کی صد سالہ تقریب اور کانفرنس کا پروگرام شائع کیا گیا۔ علاوہ ازیں انگریزی میں دعوت نامہ شائع کر کے صوبہ کے مختلف شعبوں اور طبقوں سے تعلق رکھنے والے دانشوروں اور مذہبی و سماجی رہنماؤں کو بھجوائے گئے۔

مورخہ ۳۱ مارچ ساڑھے دس بجے صبح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ قادیان بذریعہ طیارہ دہلی سے کوچین تشریف لائے۔ سینکڑوں احباب نے آپ کا نہایت پرتپاک استقبال کیا۔ اس کے بعد قیام گاہ تک موٹر سائیکلوں۔ موٹر کاروں اور جیپ کاروں کی معیت میں جلوس کی شکل میں روانہ ہوئے۔

ہوائی اڈہ میں ہوئے اس استقبالیہ کی رپورٹ تصویروں کے ساتھ دوسرے دن کے اخبارات میں شائع ہوئی۔

اس کانفرنس میں شرکت کے لئے قادیان سے محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ مکرم مولانا جلال الدین صاحب نیّر ناظر بیت المال آمد اور مکرم جمیل احمد صاحب ناظر تعلیم اور دیگر احباب کرام تشریف لائے ہوئے تھے۔

خاص طور پر اسی طرح مشہور ہیئت دان محترم حافظ ڈاکٹر صالح محمد الٰہ دین صاحب یکم اپریل کو بذریعہ طیارہ کوچین تشریف لائے۔

اس کانفرنس میں شرکت کے لئے کیرلہ کے طول و عرض سے ہزاروں احباب کرام و مستورات کے علاوہ آندھرا۔ تامل ناڈو۔ اور کرناٹک سے کافی تعداد میں احباب کرام اپنے صوبائی امیر کے ہمراہ تشریف لا کر کانفرنس کی رونق بڑھا دی۔ تمام مہمانانِ کرام کے قیام و طعام کا عمدہ انتظام تھا۔

جلسہ کا آغاز یہ کانفرنس شہر کے وسیع و عریض ٹاؤن ہال میں منعقد ہوئی۔ سب سے پہلے محترم صاحبزادہ صاحب نے یکم اپریل شام کے ۴ بجے ٹاؤن ہال کے باہر احمدیت کا جھنڈا لہرا کر کانفرنس کی کارروائیوں کا افتتاح فرمایا۔ اس موقعہ پر نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر اسلامی پُر شوکت نعروں سے فضاء گونج اٹھی۔

اس کے بعد محترم صوبائی امیر صاحب کی زیر صدارت مکرم مولوی محمود احمد صاحب مبلغ سلسلہ کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم قمر الدین صاحب کی نظم خوانی کے ساتھ جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔

مکرم عبدالرحمٰن صاحب صدر استقبالیہ کمیٹی کی استقبالیہ تقریر کے بعد مکرم اے۔پی کنجامو صاحب صدر جلسہ نے خطاب فرمایا۔

افتتاحی تقریر :- اس کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے فرمایا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہر وہ کام جو خدا کے نام کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے وہ بابرکت اور کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم یہ کانفرنس خدا کے نام کے ساتھ شروع کرتے ہیں۔ اسلام کے معنی ہیں امن کے ہیں۔ انفرادی و اجتماعی امن اور جسمانی و روحانی امن کی تعلیمات صرف اسلام میں ہی نظر آتی ہیں۔ آپ نے آیۃ قرآنی اِنَّ اللّٰہَ یَأْمُرُکُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی کی تشریح کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی امن بخش تعلیمات اور عالمگیر سرگرمیوں کا ذکر فرمایا۔

M.T.A کے ذریعہ حضور اقدس ایّدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ جس میں حضور نے اس کانفرنس کا ذکر فرمایا ہے احباب کو سنایا اور دکھایا گیا۔ حضور اقدس کا خطبہ M.T.A سے سُن کر اُس کا خلاصہ خاکسار نے ملایالم میں تمام سامعین کو سُنایا۔

نئی کتابوں کی اجرائی اس کے بعد مندرجہ ذیل کتب و رسالوں کی اجرائی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مکرم ڈاکٹر منصور احمد صاحب نائب امیر کو دے کر فرمائی۔

(۱) :- احمدیت کا پیغام حضرت مصلح موعودؓ۔

(۲) :- سلمان رشدی کی مسموم کتاب کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ کے دو خطبات کا ترجمہ۔

(۳) :- A Brief Note on Islam مصنف محترم مولانا نسیم سیفی صاحب۔

(۴) :- موجودہ عیسائیت ایک جائزہ۔ مصنف خاکسار محمد عمر۔

(۵) :- انصار۔ خسوف و کسوف کا خاص نمبر۔

(۶) :- Minaret

اس کے بعد مکرم پی پی عمر کویا صاحب (سابق وزیر تعلیم حکومت کیرلہ) ایک مشہور Freedom Fighter اور کئی کتب کے مصنف شری اُدے بانو۔ پروفیسر سانو۔ ایم عبدالرحمٰن صاحب (ایڈیٹر روزنامہ کیرلہ کاؤمودی)۔ خاکسار محمد عمر مبلغ انچارج کیرلہ۔ پروفیسر ہتھائی اور مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج آندھرا نے تقریریں کیں۔

یہ نشست اجتماعی دُعا کے ساتھ شروع ہو کر شکریہ کی ادائیگی کے ساتھ نہایت خیر و خوبی سے اختتام پذیر ہوئی۔

دوسرے دن پہلا اجلاس

مورخہ ۲ اپریل صبح ساڑھے نو بجے ٹاؤن ہال میں پروفیسر محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ کیننانور کی زیر صدارت ایک سیمینار منعقد ہوا۔ مکرم عبدالشکور صاحب کی تلاوت قرآن مجید اور مکرم ایم بشیر احمد صاحب کی نظم خوانی کے بعد مکرم عبداللہ ماسٹر صاحب نے استقبالیہ تقریر کی۔

اس کے بعد کیرلہ کے ایک مشہور ادیب شری موہن ورما نے اس سیمینار کا افتتاح کیا۔

اس کے بعد پروفیسر محمود احمد صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت (صوبائی) نے زیر عنوان مذہب اور سیکولرزم اپنا مقالہ پیش کیا جو طبع ہو کر تمام سامعین میں تقسیم کیا گیا تھا۔ اس کے بعد اس مقالہ کے بارے میں چرچہ کرتے ہوئے مکرم ایڈووکیٹ ابراہیم کٹی صاحب۔ مکرم محمد سلیم صاحب۔ ڈاکٹر نارائن۔ یو۔سی کالج۔ شری کے جی پولوس پرنسپل سنسکرت کالج نے اس سیمینار میں حصہ لیا۔ ایک بجے دوپہر نہایت شاندار رنگ میں اس سیمینار کا اختتام ہوا۔

دوسرے دن۔ دوسرا اجلاس

کانفرنس کے دوسرے دن کے دوسرے اجلاس کی صدارت محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب نائب امیر کی ہوئی۔ عزیزم عماد عبدالجلیل کی تلاوت مکرم برکات احمد صاحب سلیم (منگلور) کی نظم خوانی کے بعد مکرم B.M. کویا صاحب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ نے استقبالیہ تقریر کی۔

اس نشست کی افتتاحی تقریر مکرم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کی ہوئی۔ اس کے بعد مکرم احمد کبیر صاحب کی قیادت میں چند خدام نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی نعت سے

یَا قَلْبِیَ اذْکُرْ اَحْمَدَا عَیْنَ الْھُدٰی مُفْنِی الْعِدَا

کو اس کی صورت میں نہایت وجد آفریں انداز میں سنائی۔ اس کے بعد محترم مولانا محمد ابو الوفاء صاحب۔ محترم محمد کریم اللہ صاحب نوجوان (مدراس) مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مبلغ سلسلہ۔ مکرم پروفیسر محمد صاحب۔ مکرم خواجہ عبد القادر صاحب (صدر جماعت میلاپالم) مکرم MP ابراہیم صاحب۔ مکرم پروفیسر محمود احمد صاحب اور مکرم مولانا محمد یوسف صاحب نے سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کی حیات طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

سعید روحوں کے خاص نمبر کی اجرائی

اسی اجلاس میں سعید روحوں کے خسوف وکسوف خاص نمبر کی اجرائی ہوئی۔

تیسرے دن ۔ پہلا اجلاس

تیسرے دن کا پہلا اجلاس تربیتی نوعیت کا تھا۔ محترم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ کرناٹک کی زیر صدارت مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی تلاوت اور مکرم میر سراج الحق صاحب مع خدام کی کورس میں نظم خوانی کے بعد مکرم جمال الدین صاحب نے استقبالیہ خطاب فرمایا۔

اس کے بعد مکرم محمد احمد صاحب صوبائی امیر تامل ناڈو نے اس اجلاس کی افتتاحی تقریر فرمائی۔ صدر مجلس کی تقریر کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے نہایت عمدہ رنگ میں مختلف تربیتی پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

خطاب کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے ایک نکاح کا اعلان فرمایا۔ ادر خدام الاحمدیہ کیرلہ کا رسالہ الحق کے خاص نمبر کی رسم اجرائی فرمائی۔ بعدہٗ محترم صوبائی امیر صاحب کیرلہ نے داخلی مختلف سرگرمیوں کا ایک جائزہ پیش کیا۔

بعدہٗ مکرم مولوی محمد فاروق صاحب مکرم سعودی ٹی ایم محمد صاحب۔ مکرم ... کویا صاحب۔ مکرم ... ابراہیم صاحب اور مکرم مولوی ظفر احمد صاحب نے مختلف تربیتی پہلوؤں پر مختصر خطاب کیا۔

اختتامی اجلاس ۔ خسوف و کسوف ... کی صد سالہ تقریب

... کانفرنس کا اختتامی

اجلاس مورخہ ۳ اپریل شام ۴ بجے زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مکرم این کنہی احمد ماسٹر صاحب کی تلاوت قرآن مجید کے ساتھ شروع ہوا۔ مکرم احمد سعید صاحب کی زیر تعلیمات خدام نے کورس کی صورت میں ایک نظم پیش کر کے سب کو محظوظ کیا۔

سب سے پہلے محترم صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے طور پر قرآن مجید اور احادیث میں بیان فرمودہ مختلف پیشگوئیوں اور ان کے پورے ہونے کے بارہ میں روشنی ڈالی۔ خاص کر سورج چاند گرہن کے مختلف پہلوؤں کا ذکر فرمایا۔

بعدہٗ محترم ساحنلا ڈاکٹر صالح محمد الہ دین صاحب سابق صدر شعبہ ہیئت عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد نے سورج چاند گرہنوں کے بارہ میں ایک نہایت پُر از معلومات تحقیقی مقالہ پیش فرمایا۔ جو انگریزی اور ملایالم میں کتابی شکل میں شائع کر کے تقسیم کیا گیا تھا۔

بعد ازاں خاکسار اور مکرم مولوی محمد احمد صاحب نے ظہور امام مہدی علیہ السلام کے بارے میں تقریریں کیں۔

مکرم عبد اللطیف صاحب صدر جماعت احمدیہ پلچورتی نے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے پُرسوز اجتماعی دعا کروائی اس کے ساتھ ہی بفضلہ تعالیٰ نہایت شاندار رنگ میں یہ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

حاضری

تینوں دن ٹاؤن ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اور ہال کے باہر بھی لوگ بیٹھ کر تقریریں سنتے رہے۔ مستورات نے بھی تینوں دن کثیر تعداد میں ٹاؤن ہال کی بالکنی میں تشریف فرما ہو کر تمام تقریریں سنیں۔

اخباروں کا تعاون

یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ کیرلہ سے شائع ہونے والے ۱۷ اخباروں نے جن کے اسماء یہاں درج کرنا بھی طوالت ہوگا ہے روزانہ کی کارروائی تصویروں کے ساتھ شائع کی۔

INDIAN EXPRESS کے نمائندہ نے محترم صاحبزادہ صاحب کی رہائش گاہ میں تشریف لا کر آپ کا انٹرویو لیا اور دوسرے دن یعنی ۳ اپریل کے اخبار میں محترم صاحبزادہ صاحب کی تصویر کے ساتھ یہ انٹرویو شائع کیا۔

بیعتیں: اس موقعہ پر دس سعید روحوں کو بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہونے کی توفیق ملی۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ آمین

بک سٹال: ٹاؤن ہال کے وسیع وعریض گراؤنڈ میں ایک بک سٹال اور قرآن مجید کے مختلف تراجم کی نمائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس موقعہ پر ۱۵ ہزار روپے کی کتب اور رسالے فروخت ہوئے۔

میڈیکل سنٹر: بک سٹال کے ملحق ہی ایک میڈیکل سنٹر کھولا گیا۔ اس میں آیورویدک۔ ہومیوپیتھک اور ایلوپیتھک ڈاکٹرز ہر وقت نہایت مستعدی کے ساتھ خدمت بجا لاتے رہے ہیں۔ سینکڑوں افراد اس کیمپ سے مستفیذ ہوتے رہے۔ نیز یہاں ... کے ٹیسٹ کا انتظام بھی تھا۔

نمونت کے بینر لگائے: اس کانفرنس میں حاضر ہوئے مختلف صوبوں سے تعلق رکھنے والے اور مختلف زبان بولنے والے احمدی احباب کا باہم متعارف ہونے اور اپنے روحانی اخوت اور محبت وپیار کا سلوک کرنے کے نظارے نہایت ایمان افروز تھے اور یہ نظارے سے جب ہی کھینے وہ آدمی تحبوں کو لینا مل گئی کا منظر پیش کر رہے تھے۔

امراء کرام کی میٹنگ: کانفرنس کے دوران محترم صاحبزادہ صاحب ناظر اعلیٰ کی زیر صدارت چاروں صوبوں کے امراء کرام اور چیف مشنریوں کی کئی دفعہ میٹنگ بلائی گئی۔ اور تبلیغی وتربیت وتعلیم کی سرگرمیوں کو تیز کرنے کے بارے میں مختلف تجاویز پیش کی گئیں۔ اور یہ طے پایا کہ اگلی ریجنل کانفرنس اگلے سال یعنی ۱۹۹۷ء میں مدراس میں منعقد کی جائے۔

تشکر و درخواست دعا: اس کانفرنس کی کامیابی کیلئے جن مخلصین نے ہر جہت سے تعاون کیا ہے اُن کا نام بنام ذکر کرنا ممکن نہیں۔ ان سب کا مجموعی طور پر شکریہ ادا کرتے ہوئے تمام قارئین کی خدمت میں ایکے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس مساعی کو شرف قبولیت بخشے آمین ؎

بمبئی میں عید ملن پارٹی و جلسہ کسوف و خسوف

مرتبہ:۔ مکرم مولوی برہان احمد صاحب ظفر مبلغ سلسلہ بمبئی

۱۹ مارچ بروز جمعۃ جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے وائی۔ ایم۔ سی۔ اے ہوٹل میں عید ملن کا ایک پروگرام رکھا گیا جس میں ہر مذہب ملت کے افراد کو دعوت دی گئی۔ پروگرام محترم غلام محمود صاحب رنگیدی امیر جماعت احمدیہ بمبئی کی صدارت میں شروع ہوا۔ جبکہ مہمان خصوصی محترم مہاجیندر کلکرنی صاحب ایڈیٹر اخبار بلٹنز انگریزی تھے۔

مکرم مولوی باسط رسول صاحب کی تلاوت کلام پاک سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ بعدہٗ مکرم امیر جماعت بمبئی نے حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ اس میں پہلی تقریر خاکسار نے کی جس میں انسانی پیدائش کی غرض کو بیان کرتے ہوئے انسانی بھائی چارہ پر روشنی ڈالی۔ اسی طرح پیشگوئی کسوف وخسوف کی صداقت پر روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر مکرم اشوک جو شی صاحب ایڈیٹر اخبار نو اسفہ کی۔ آپ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ وہ اپنے اپنے مذاہب کی تعلیمات پر پوری طرح عمل کریں اس سے ہی امن قائم ہو سکتا ہے۔ بعدہٗ مکرم ناصر خان صاحب نے حاضرین کے سامنے چند باتیں غریبا کی فریاد رسی کے تعلق سے کہیں۔ اس پروگرام کی آخری تقریر مہمان خصوصی جناب سدھیندر کلکرنی صاحب نے کی۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی طرف سے بنی نوع انسان کی کی جانے والی خدمت اور انسانی بھائی چارے کی کوششوں کی تعریف کی اور فرمایا کہ آج کے زمانہ میں ہمیں چاہیئے کہ ہم ایک دوسرے کے مذاہب کی کتب کا مطالعہ کریں اور انکو سمجھنے کی کوشش کریں۔ آخر میں خاکسار نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور بعد دعا جلسہ کی تقریب ختم ہوئی۔

تمام حاضرین کیلئے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا سب حاضرین نے اس میں شرکت کی۔ حاضرین میں مسلمان ہندو دیگر عورتیں بھی تھیں۔ عورتوں کے لئے پردہ کا انتظام تھا۔ اس پروگرام میں اُردو انگریزی اور مراٹھی دو تین اخبارات نے شرکت کی۔ ہال کے اندر ہی بک سٹال بھی لگایا گیا تھا۔ اخبارات نے بھی اس پروگرام کی رپورٹ شائع کی۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین ؎

خلاصہ خطبہ جمعہ — بقیہ صفحہ اوّل

کے ہاتھ میں ہے۔ اور یہ ذریعہ اصلاح کبھی ناکام نہیں ہوتا۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کا نسخہ ہے جو قوموں پر آزمایا گیا۔

خطبہ جمعہ کو جاری رکھتے ہوئے حضور انور نے اتفاق و اتحاد سے متعلق سیدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض احادیث مبارکہ بیان فرمائیں۔ فرمایا بخاری کتاب الایمان میں باب "المسلم من سلم المسلمون" میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔ اسی طرح فرمایا "مہاجر وہ ہے جو ان باتوں سے ہجرت کرتا ہے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے"۔

حضور نے فرمایا اگر آپ غور کریں تو اس حدیث مبارک میں مسلمان کی ایسی جامع و مانع تعریف فرما دی گئی ہے جس کا اطلاق جس پر ہو اس کو کوئی دائرۂ اسلام سے خارج کر ہی نہیں سکتا۔ اگر کسی انسان سے کسی دوسرے کو کوئی شر نہ پہنچے، اس کی عزت محفوظ ہو، اس کا مال محفوظ ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ مسلمان ہے۔ اگر احمدیوں کے متعلق بنی نوعِ انسان میں یہ شہرہ ہو کہ یہ شریف لوگ ہیں ان کے ہاتھوں میں ہماری عزت اور ہماری دولت محفوظ ہے۔ یہ کسی کو نقصان پہنچانے کا سوچ بھی نہیں سکتے تو ایسے اشخاص کو کوئی غیر مسلم کیسے کہہ سکتا ہے۔ جہاں تک اللہ کی ذات کا تعلق ہے مسلمان کی یہ تعریف فرمائی کہ مہاجر وہ ہے جو بُری باتوں سے، گناہوں سے ہجرت کرے وہ مسلمان ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس پہلو سے آپ کو مسلم بننا ہے۔ کیونکہ دنیا کے امن کی ضمانت مسلم بننے میں ہے۔

حضور نے فرمایا جس دور میں ہم داخل ہوئے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم نے بہت کام کرنے ہیں لہٰذا اس حدیث کے مضمون کو ہمیشہ ذہن نشین رکھیں اگر ہم دوسروں کو نصیحت کریں۔ شر سے بچانے کی تلقین کریں اور وہ نصیحت خود اپنے دل پر اثر انداز نہ ہو تو ایسی نصیحت کا کیا فائدہ۔ یہ تو ایک دھوکا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ نصیحت کرنے والوں کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "یَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا" کہ آسانی پیدا کیا کرو مشکل نہ پیدا کیا کرو۔ پھر فرمایا لوگوں کو خوشخبریاں دیا کرو نفرت دلانے والی باتیں نہ کیا کرو۔ یہ وہ مضمون ہے جو نصیحت کرنے والوں کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کن لوگوں کو نصیحت کی وہ بدیوں کے کس مقام پر پہنچے ہوئے تھے۔ لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی نصیحت کا انداز اتنا پیارا تھا کہ بدیوں کی انتہا تک پہنچے ہوئے وہ لوگ نیکیوں سے بھی پیار کرنے لگے۔ اور نیکیوں کی نصیحت کرنے والوں سے بھی پیار کرنے لگے۔ اگر یہ طریقہ آپ اختیار کریں گے تو اس کے نتیجہ میں معاشرے سے بدیاں بھی دور ہوں گی اور اس کے نتیجہ میں خوشخبریاں بھی پیدا ہوں گی۔ اور اگر یہ طریقہ اختیار نہیں کریں گے تو جتنی بھی نصیحتیں کریں گے اتنی ہی نفرتیں بڑھیں گی۔ پارٹی بازیاں ہوں گی۔ ایکدوسرے کے لوگ خلاف ہوں گے۔ کچھ لوگوں کے لوگ نام رکھنے شروع کر دیں گے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا دم بھر کے آپ ہر خطرے سے محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ اللہ کرے کہ جماعت احمدیہ بھی یہ رنگ سیکھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اِلتجا بہ حضورِ ربّی

مَیں تو اِک نوائے فقیر ہوں میری ہر صدا ہے گداگری
مجھے دیکھ صورتِ عجز میں میری کیا کسی سے ہے ہمسری

میری ابتدا یہی آب و گِل میری انتہا یہی خاک ہے
مَیں نہ بجلیوں کی سرشت ہوں میری مختصر سی ہے عُنصری

مَیں شکایتِ غمِ آرزو۔ مَیں تو دردِ دل کی حدیث ہوں
مَیں تو اِک غریب الدّیار ہوں میری زندگی تو ہے دربدری

میرے روز و شب تو گذر گئے ان ہی بُت کدوں کے ہی درمیاں
مَیں فریب میں رہا مُبتلا۔ بڑی دِل شِکن تھی یہ دِلبری

تُو ہی خالقِ کون مکاں بھی ہے تُو ہی مالکِ ہر دو جہاں بھی ہے
تُو خفا نہ مجھ سے ہو اَے خدا۔ میری تجھ سے کیا ہے برابری

میری رُوح کا تُو امین ہے، اسے بخش دے اسے پاک کر
اگر ہو سکے تو یہ جان لے کہ کھڑی ہے یہ تو ڈری ڈری

میری التجا ہے کرم کو سُن کہ ترے بغیر ہوں غم زدہ
کبھی اشکِ طاہر کو پونچھ دے کہ ابھی ہے آنکھ بھری بھری

(ڈاکٹر میاں محمد طاہر۔ پورٹ لینڈ آرگن امریکہ)

سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت مجلس انصار اللہ بھارت کے سترھویں سالانہ اجتماع کے لئے ۱۹۔۲۰ر اکتوبر ۱۹۹۴ء کی تاریخیں منظور فرمائی ہیں۔ ان تاریخوں میں انشاء اللہ قادیان دار الامان میں یہ اجتماع منعقد ہوگا۔

ناظمین علاقائی اور زعماء کرام سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ انصار کو اس بابرکت اجتماع میں شرکت کرنے کی تحریک کریں۔ اور خود بھی تشریف لائیں۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت

سیکرٹریانِ مال متوجّہ ہوں!

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے موجودہ مالی سال کے نو ماہ گزر چکے ہیں۔ اور اختتام میں صرف تین ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ لازمی چندہ جات کی وصولی کی پوزیشن دیکھنے سے یہ امر سامنے آیا ہے کہ ابھی چندہ حصہ آمد۔ چندہ عام اور جلسہ سالانہ سالِ رواں اور گزشتہ بقایا جات کی کثیر رقوم افرادِ جماعت کے ذمّہ قابلِ ادا ہیں۔ لہٰذا جملہ سیکرٹریان مال اپنی اپنی جماعت کے افراد سے چندہ جات کا جائزہ لے کر بقایا جات کی وصولی کریں۔

افرادِ جماعت سے بھی گزارش ہے کہ وہ خود اس طرف توجّہ فرمائیں تاکہ ۳۰ر جون سے پہلے پہلے ان کے ذمّہ واجب الادا چندہ جات کا حساب بالکل بے باق ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ جملہ افرادِ جماعت کو بڑھ چڑھ کر مالی قربانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ؛

ناظر بیت المال آمد قادیان

دَورہ انسپکٹر بیت المال آمد

برائے صُوبہ کرناٹک۔ کیرلہ و تامل ناڈو

صُوبہ کرناٹک۔ کیرلہ و تامل ناڈو کی جماعتوں کے لئے اعلان ہے کہ مکرم وسیم احمد صاحب صدیقی انسپکٹر بیت المال آمد مورخہ ۲۵ر اپریل ۹۴ء سے ان جماعتوں کا مالی دَورہ کر رہے ہیں۔ جملہ سیکرٹریانِ مال اور افرادِ جماعت سے گذارش ہے کہ وہ انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے ہوئے لازمی چندہ جات کی صد فی صد ادائیگی فرمادیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

مدرسہ احمدیہ قادیان میں داخلہ

احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مدرسہ احمدیہ میں نیا تعلیمی سال ۱۶ اگست ۱۹۹۴ء کو شروع ہوگا۔ خواہشمند اُمیدوار درجِ ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطبوعہ فارم پر نظارت تعلیم میں ارسال کریں۔ داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلے کی شرائط درجِ ذیل ہیں:-

۱۔ درخواست دہندہ واقفِ زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو۔

۲۔ جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔

۳۔ کم از کم میٹرک یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔

۴۔ قرآنِ کریم ناظرہ جانتا ہو۔

۵۔ عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو۔ گریجویٹ پاس کی عمر ۲۱ سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دیئے جانے پر غور ہو سکتا ہے۔ حفظ کلاس کے لئے عمر دس بارہ [12] سال سے زائد نہ ہو۔ قرآنِ کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔

۶۔ امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلے کے لئے موزوں ہے۔

۷۔ درخواست دہندہ اپنے سندات کی مصدقہ نقول معہ ہیلتھ سرٹیفکیٹ امیر/صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ معہ دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۱۰ جولائی ۹۴ء تک ارسال کریں۔

۸۔ تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کی اطلاع بعد جائزہ درخواست بعد میں انفرادی طور پر کی جائے گی۔

نوٹ:

(۱)۔ قادیان آنے کے لئے سفر کے اخراجات اُمیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔

(۲)۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہو جانے کی صورت میں واپس سفر اپنے خرچ پر کرنا ہوگا۔

(۳)۔ قادیان آتے وقت اپنے ہمراہ موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے۔ رضائی، بستر وغیرہ ہمراہ لے کر آئیں۔

ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان

اِنعامی علمی مقالہ } برائے مجالسِ خدام الاحمدیہ بھارت

شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے امسال ۹۳-۹۴ء کے لئے درجِ ذیل مقالہ تجویز کیا ہے:-

" امام مہدی کے لئے کسوف خسوف کا عظیم الشان نشان "

شرائطِ مقالہ: (الف) مقالہ کم و بیش دس ہزار الفاظ پر مشتمل ہو۔ (ب) حوالہ دیتے وقت کتاب کا نام، مصنف کا نام ضرور تحریر کریں۔ (ج) کاغذ کے دونوں اطراف حاشیہ چھوڑ کر لکھیں۔ (د) مقالہ ٹھوس بنیادوں اور دلائل پر مبنی، معیاری اور خوشخط ہو۔ (س) مقالہ درجِ ذیل زبانوں میں لکھا جا سکتا ہے: اُردو۔ ہندی۔ انگریزی۔ پنجابی۔ ملیالم۔ بنگلہ۔ تامل۔ تیلگو اور کنڑ۔ (ذ) انعامی مقالہ کے تعلق سے آخری فیصلہ مجلس کا ہوگا۔ (ط) مقالہ نویس سے انٹرویو بھی ہوگا اس کے ۲۵ نمبرات ہیں۔ (ی) مقالہ میں صرف خدام ہی حصہ لے سکتے ہیں۔

نوٹ:- (i) مقالہ میں اوّل آنیوالے خادم کو -/۵۰۰ روپے۔ دوئم آنیوالے کو -/۳۰۰ روپے بطور انعام دیئے جائیں گے۔ (ii) مقالہ نگار درجِ ذیل ذرائع سے مقالہ کیلئے امداد لے سکتے ہیں:-

(الف) کتاب نور القرآن (حضرت مسیح موعودؑ) (ب) اخبار بدر کا مارچ ۹۴ء میں شائع شدہ کسوف خسوف نمبر (ج) حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب آف سکندر آباد کی تقاریر بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان اور اُن کی ایک کتاب۔

(iii) دفتر خدام الاحمدیہ بھارت میں مقالہ پہنچنے کی آخری تاریخ ۳۱ اگست ۹۴ء ہے۔ قائدین اور خدام سے گزارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ خدام اس میں حصہ لیں۔　(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ارشادِ نبوی
اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ
(اپنی اولاد کی عزت کرو)
— (منجانب) —
یکے از ارکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ میسنگولین کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
PHONE NO. 04524 ... 649.
پروپرائیٹر:-
حنیفہ احمد کامران
حاجی شریف احمد

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN - 143516.

POULTECH CONSULTANT & DISTRIBUTORS.
DEALERS IN:- DAY OLD BROILER CHICKS.
POULTRY FEED. MEDICINES & ALL TYPES OF POULTRY EQUIPMENTS.
OFFICE/RESIDENCE:- 58 - ISHRAT MANZIL NEAR POLICE STATION. WAZIR GANJ.
LUCKNOW - 226018.
PHONE:- 245860.

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES.
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34, A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD, CALCUTTA - 15.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
یابی ڈپلیمرز
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43 - 4028 - 5137 - 5206